فروری
2020ء

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿٥﴾ (القرآن:54)

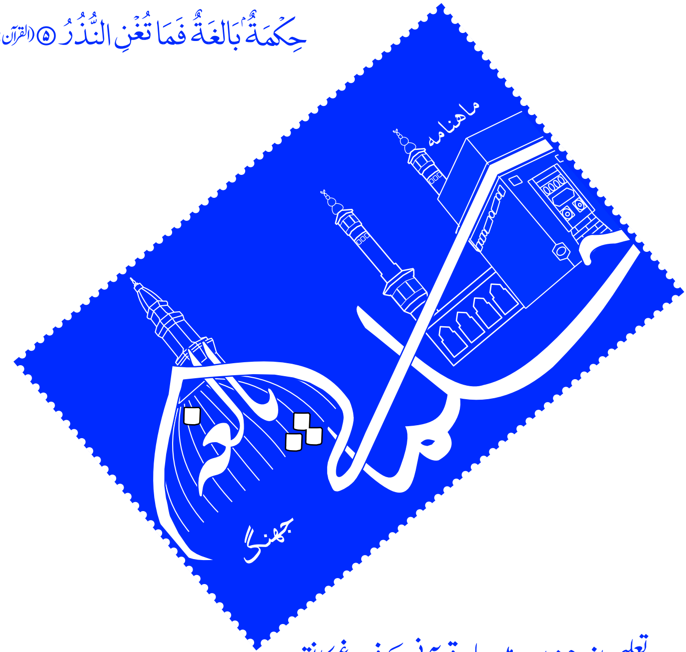

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 14 | جمادی الثانی : 1441ھ
شمارہ : 02 | فروری : 2020ء

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (القران)

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر)

ISSN : 2305-6231

ماہنامہ

حِکمت بالغہ

جھنگ

مدیر مسئول : انجینئر مختار فاروقی

مدیر معاون و نگران طباعت	مفتی عطاء الرحمٰن
انتظامی امور	ملک نذر حسین

مشاورت
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- حافظ مختار احمد گوندل
- انجینئر عبداللہ اسماعیل
- محمد فیاض عادل فاروقی

قانونی مشاورت
- محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
- چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

اہل ثروت حضرات سے تاحیات زرِتعاون بیس ہزار روپے یکمشت	سالانہ زرتعاون بشمول خصوصی اشاعت اندورنِ ملک 800 روپے	معمول کا شمارہ 50 روپے

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر
پاکستان پوسٹ کوڈ 35200
047-7630861-0336-6775861

Web site:
www.hikmatbaalgha.com
www.hamditabligh.net
Email: hikmatbaalgha@yahoo.com

پبلشر: انجینئر مختار فاروقی
طابع : محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات		3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		5
3	حرفِ آرزو	انجینئر مختار فاروقی	6
4	تصویر اِک فتنۂ عالمگیر (1)	احسن عزیز شہید	20
5	الارض (قرآن حکیم کی روشنی میں) (2)	ڈاکٹر محمد سرشار خان	33
6	ریاست مدینہ	مولانا محمد انور چیمہ	42
7	اُمت مسلمہ کی زبوں حالی............	محمد منظور انور	49
8	انجمن کی سالانہ رپورٹ 2019ء		56
9	پاکستان کا مجوزہ یکساں نظام تعلیم اسلامی نظریاتی کونسل میں لایا جائے......	انجینئر مختار فاروقی	62

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا (ادارہ)

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

(02) سورۃ البقرۃ

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(آیات 80-83)

وَ قَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدَةً

اور (یہودِ بنی اسرائیل) کہتے ہیں کہ (دوزخ کی)

آگ ہمیں چھو ہی نہیں سکے گی سوائے چند روز

قُلۡ اَتَّخَذۡتُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ عَهۡدًا

ان سے پوچھو: کیا تم نے اللہ سے قول وقرار لے رکھا ہے؟

فَلَنۡ يُّخۡلِفَ اللّٰهُ عَهۡدَهٗۤ

کہ اللہ اپنے اقرار کے خلاف نہیں کرے گا

اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۰﴾

(نہیں) بلکہ تم اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہو جن کا تمہیں مطلق علم نہیں

بَلٰى مَنۡ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتۡ بِهٖ خَطِيۡٓـئَتُهٗ

ہاں جو برے کام کرے اور اس کے گناہ (ہر طرف سے) اس کو گھیر لیں

فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨١﴾

تو ایسے لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں

(اور) وہ ہمیشہ اس میں (جلتے) رہیں گے

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور جو ایمان لائیں اور نیک کام کریں

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨٢﴾

وہ جنت کے مالک ہوں گے

(اور) ہمیشہ اس میں (عیش کرتے) رہیں گے

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھی

وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا

وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ

اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٨٣﴾

تو چند شخصوں کے سوا تم سب (اس عہد سے) منہ پھیر کر پھر بیٹھے

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات

سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ أَلْفٍ

ایک درہم سبقت لے گیا ایک لاکھ درہم پر

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَيْفَ؟

لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟

قَالَ: رَجُلٌ لَهُ دِرْهَمَانِ

آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کے پاس دو ہی درہم تھے

فَأَخَذَ أَحَدَهُمَا فَتَصَدَّقَ بِهٖ،

وہ ان دو میں سے ایک کو لے کر آیا اور اس کو صدقہ کر دیا

وَ رَجُلٌ لَهُ مَالٌ كَثِيرٌ

اور ایک دوسرے آدمی کے پاس بہت زیادہ (لاکھوں کا) مال تھا

فَأَخَذَ مِنْ عُرْضِ مَالِهٖ مِائَةَ أَلْفٍ

تو وہ اپنے (لاکھوں کے) کثیر مال میں سے ایک لاکھ درہم لے کر آیا

فَتَصَدَّقَ بِهَا

پھر اُس نے ان کو صدقہ کر دیا

(سنن النسائی، عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ)

الجَامِعُ الصَّغِير فی احاديث البشير والنذير، للامام جلال الدين السيوطی رحمہ الله

ے زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

حرفِ آرزُو

انجینئر مختار فاروقی

1

سلطان محمود غزنوی کے ہاتھوں سومنات کی فتح اور بھارت کا المیہ

یہ ایک ہزار سال پہلے کی بات ہے جب 1026ء میں سلطان محمود غزنوی نے افغانستان سے اُٹھ کر پشاور ــــ لاہور ــــ چولستان کا صحرا ــــ تھر کا صحرا ــــ راجھستان ــــ گجرات کاٹھیاوار کے علاقہ سے گزر کر ساحل سمندر پر ممبئی سے ذرا شمال کی طرف جونا گڑھ ریاست میں ہندو سماج کے ایک بڑے بت خانے پر فتح یاب ہو کر گرا دیا۔ سلطان محمود غزنوی کے حملے کے وقت ایک طرف سمندر اور تین اطراف ہندو ریاستیں اور راجے مہاراجے ــــ مگر سلطان محمود غزنوی کا فتح یاب ہونا اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ کچھ ذاتی لڑائیوں اور جنگوں کو چھوڑ کر بڑی جنگیں نظریاتی ہوتی ہیں۔ انسان اور اسلحہ کم اور نظریے کی سچائی زیادہ فیصلہ کن ہوتی ہے۔ ہندوؤں کے گڑھ (مرکز) میں ان کے مرکز پر حملہ کرنا اور فتح یاب ہونا اس وقت ہندو سماج کی اخلاقی گراوٹ، مندروں میں بے حیائی، فحاشی کے مناظر اور ننگے خواتین و مردوں کے بُت اس بات کی علامت تھے کہ وہ معاشرہ کس قدر اخلاق باختہ ہو گیا تھا۔ یہی کچھ یونان اور روم کے تہذیبی مراکز میں ہوتا تھا جس کی وجہ سے وہ تہذیبیں تباہ ہو کر قصّۂ ماضی بن گئیں۔

ہندو سماج کے لوگ کجا یہ کہ اپنی حالت پر غور کرتے، اپنے غلط رویوں اور بے حیائی کے 3D مناظر کے شہر بسانے اور مرد و زن کو عبادت کے لیے ان کی یاترا کے فضائل بیان کرنے کی بجائے کچھ انسانیت اور شرم و حیاء کی تعلیم دیتے، اُلٹا___ مسلمانوں سے ایسا بغض اور دشمنی پالی کہ آج ہزار سال گزر گئے مگر ہندو کے دل میں مسلمانوں سے دشمنی اور بدلہ لینے کی ناپاک حسرت کی آگ لگی ہوئی ہے جو کسی طرح کم ہونے کو نہیں آ رہی۔ 1971ء میں جب کچھ اپنوں کی غلطیوں اور کچھ غیر ملکی سازشوں کے نتیجے میں مشرقی پاکستان، پاکستان سے علیحدہ ہو گیا اور سقوطِ ڈھاکہ ہو گیا تو جنوبی ایشیا کے مسلمان تو غم سے نڈھال تھے اور حسرت و یاس کی تصویر بنے ہوئے تھے مگر بھارت کی اس وقت کی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ ہم نے مسلمانوں سے ہزار سالہ شکست کا بدلہ لے لیا ہے۔ واقعی دشمنی ہو تو ایسی کہ ہزار سال بعد بھی نہ بھولے۔ اسی طرح آج بھی بھارت کا ہندو اس تاریخی شکست کو کبھی تسلیم کرنے یا ماننے کو تیار نہیں۔ 1992ء میں بابری مسجد کو مسمار کرنے کی حرکت اور 2019ء میں اسے گرا کر اس کی جگہ مندر بنانے کا سپریم کورٹ کا فیصلہ نیچے سے لے کر اوپر تک ہر ہندو کے ذہن میں لگی سومنات کی شکست کی آگ کا پتہ دے رہی ہے۔ یہی نہیں بلکہ پورے ملک کی بڑی مساجد کو گرانے اور ان کی جگہ مندر بنانے کا عزم RSS اور BJP کا نعرہ ہے۔ ★

★ ہندو مذہبی روایات کے مطابق بھارت کا سب سے بڑا مندر سومنات میں ہے اور کوئی 2000 سال پرانی روایت کے مطابق اس کے عین مغرب میں اسی عرضِ بلد پر عرب میں واقع ایک اور عبادت گاہ ہے، جو سومنات سے بھی بڑی ہے یعنی مکہ میں حرم شریف۔ گویا بھارت میں بنی اسرائیل میں سے کوئی طبقہ آباد ہے اور ان کی اولاد میں قرآن کے مطابق (سورۂ حدید: آیت 26) کوئی نبی بھی آیا ہوگا جس نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے تعمیر کردہ حرم مکی کی اطلاع دی ہوگی۔ گو آج ہندو اس روایت کو چھپاتے ہیں بلکہ اس کے برعکس بھارتی حکومت نے امارات میں بہانے سے ایک بڑا مندر بنایا ہے اور سعودی عرب میں بھی شاید ایسا ہی ہو جائے گویا اپنی مذہبی روایات کی نفی کر کے حرم مکی کی اہمیت کم کرنے والی بات ہے۔ انڈیا سے ایک کتاب ''اگر اب بھی نہ جاگے تو......'' کوئی 25 سال پہلے چھپی تھی جس میں کئی پیغمبروں کی بھارت آمد ظاہر کی گئی یہ کتاب ایک مسلمان عالم دین شمس نوید عثمانی نے لکھی ہے اور پڑھنے کے لائق کتاب ہے۔

اللہ کرے مسلمان جاگیں اور اپنے رویوں میں مثبت تبدیلی لائیں اپنے اللہ اور اپنے رسول ﷺ کے دین پر چلیں تو کوئی عجب نہیں کہ کوئی دوسرا محمد بن قاسم علیہ الرحمہ یا سلطان محمود غزنوی پیدا ہو جائے یا احمد شاہ ابدالی افغانستان کی سرزمین قندھار سے اٹھے اور ہندو انتہا پسندانہ عزائم کو لگام دے سکے۔ و ما ذالك على الله بعزيز۔

2

کشمیر ــــ UNO ــــ اور بھارت

انگریز کم بخت جنوبی ایشیا میں وارد ہوا تو مسلمان حکمران تھے۔ اس نے سازشوں کا جال بچھا کر اور ہندو کو ساتھ ملا کر مسلمانوں سے حکومت چھین لی۔ 1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں نے انگریز سے آزادی کی کوشش کی مگر ناکام ہوئی۔ اگلے نوے سال مسلمان انگریزوں کے زیر عتاب رہے اور ہندو نے سر اٹھایا اور انگریزوں کے جانے کے بعد پورے جنوبی ایشیا پر قبضے کے خواب دیکھنے شروع کر دیے تاکہ مسلمان سے بدلہ لیا جا سکے۔ 1930ء میں علامہ اقبال نے اپنے خطبہ الہ آباد میں انگریز کے سامنے تین امکانات (OPTIONS) کا ذکر اسی لیے کیا تھا:

پہلا ــــ یہ کہ انگریز نے 1803ء میں مسلمانوں سے حکومت چھینی تھی اب وہ جا رہا ہے تو مسلمانوں کو ان کی حکومت واپس کر کے چلا جائے۔ یہ صورت نہ انگریز چاہتا تھا نہ ہندو کو منظور تھی۔

دوسرا ــــ یہ کہ ہندو انگریز کے چہیتے تھے اور ڈیڑھ صدی سے انگریز ان کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ان کے تمام نخرے برداشت کر رہا تھا۔ پھر ہندو (اور دیگر غیر مسلم اقوام) مسلمانوں سے تین گناہ زیادہ تھے۔ جمہوریت کا دور بھی آ گیا تھا لیکن یہ مسلمانوں کو منظور نہیں تھا کہ انگریز یکطرفہ طور پر ملک ہندو کو دے کر چلا جائے۔

تیسرا ــــ یہ کہ ملک میں مردم شماری کرائی جائے اور ہندو اکثریّت کے صوبوں پر مشتمل ہندو ریاست بھارت اور مسلمان اکثریّت کے صوبوں پر مشتمل مسلمان ریاست قائم کر دی جائے۔ مزید برآں جو ہندو مسلمان صوبوں میں ہیں وہ بھارت چلے جائیں اور جو مسلمان ہندو صوبوں میں ہیں وہ پاکستان ہجرت کر جائیں یہ تیسری تجویز اتنی معقول اور قابل عمل تھی کہ بالآخر 1947ء میں

اسی تجویز پر عمل ہوا اور پاکستان اور بھارت نے آزادی حاصل کر لی۔

1947ء میں انگریز کے زیر انتظام علاقوں میں 625 ریاستیں تھیں ہندو مسلم سربراہوں نے فیصلہ یہ کیا تھا کہ ان ریاستوں کے سربراہ فیصلہ کریں گے کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا بھارت میں اس تاریخی موقع پر زیادہ تر معاملات افہام وتفہیم سے حل ہو گئے مگر بعض ریاستوں میں انگریز اور ہندو نے مشترکہ اور بعض ریاستوں میں ہندو نے انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا اور بے انصافی سے ان ریاستوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔

ان متنازعہ ریاستوں میں حیدرآباد (دکن)، جوناگڑھ (جہاں سومنات کا مندر تھا وہ ریاست کئی صدیوں سے مسلم اکثریت کی ریاست تھی) منادر (کراچی سے مشرق کی طرف) اور کشمیر کی ریاست۔

حیدرآباد مسلم اکثریت کی ریاست تھی نواب حیدرآباد نے پاکستان کے ساتھ اپنی ریاست کے الحاق کا فیصلہ کیا مگر بھارت کی قیادت (پنڈت جواہر لعل نہرو، گاندھی، پٹیل وغیرہ) نے تقسیم کے فارمولے سے غداری کر کے 11 ستمبر 1948ء (قائداعظم کی وفات کے دن) حملہ کر کے ریاست حیدرآباد پر پولیس ایکشن کے ذریعے قبضہ کر لیا اور انصاف واصول پرستی کا خون کر دیا۔

جوناگڑھ جو مسلم ریاست تھی اس کے نواب اسماعیل گھانجی صاحب کراچی آ گئے اور اپنی ریاست کا الحاق (قائدعظم سے ملاقات کر کے) پاکستان سے کر دیا جبکہ اس ریاست جوناگڑھ کے وزیراعظم جناب سر شاہنواز بھٹو (جناب ذوالفقار علی بھٹو کے والد) تھے انہوں نے دہلی جا کر ریاست کے بھارت کے الحاق کے کاغذات دستخط کر کے ریاست بھارت کے حوالے کر دی اور خود پاکستان آ گئے۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ ۔یہی اسماعیل گھانجی تھے جنہیں ایک وقت میں کراچی کا گورنر بنایا گیا تھا۔

کشمیر کا معالہ مختلف تھا کہ مسلم اکثریت کی ریاست تھی مگر نواب اور راجہ ہندو تھا۔ بھارت نے برطانیہ کی اشیر باد سے نوابِ کشمیر سے کشمیر کا الحاق بھارت سے کرا دیا۔ دسمبر 1947ء میں مسلمانوں نے مذاکرات کے راستے بند پا کر جہادِ کشمیر کا اعلان کر دیا اور بہت سارے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ قریب تھا کہ مسلمان (بالخصوص صوبہ کے پی کے غیور مسلمان) پورے کشمیر پر قبضہ کر لیتے

بھارت کے وزیراعظم نہروUNO میں چلے گئے اور جنگ بندی کرالی اور قرارداد پاس ہوگئی کہ جلدی رائے شماری کے ذریعے فیصلہ ہوگا اور کشمیر پاکستان کے ساتھ الحاق کرے گا یا بھارت کے ساتھ۔

اب UNO کے ایجنڈے پر کشمیر، حیدرآباد، جونا گڑھ اور منادر کی ریاستوں کے معاملات آج تک (1948ء_2020ء) زیرالتواء ہیں اور عالمی طاقتوں، UNOاور بھارت کی مسلم دشمن پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ کشمیر میں اتنے طویل عرصے سے رائے شماری کا اہتمام نہیں ہوسکا بلکہ اب بھارت نے 2019ء میں اس ریاست کے اپنے زیرانتظام حصہ کو بھارت میں مدغم کرلیا ہے۔ ع آسماں را حق بود گر خون ببارد بر زمیں

2019ء میں 5 ؍اگست سے اب تک (25 جنوری 2020ء) کشمیر میں ہنگامے ہیں کرفیو ہے۔نو لاکھ بھارتی فوج نے امن وامان کے نام پر قبضہ کررکھا ہے اور پولیس راج قائم ہے مگر بھارتی قیادت اسی سابقہ مسلم دشمن پالیسی اور سومنات کی نظریاتی شکست کا بدلہ لینے پر تلی ہوئی ہے۔اس جوشِ انتقام میں انصاف کا خون کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ ہماری رائے میں پاکستان کو کشمیر میں رائے شماری کرانے تک UNO سے تمام پروگراموں (تعلیمی ثقافتی، WOMENLIB، اسمبلیوں اور ملازمتوں میں عورتوں کی نمائندگی وغیرہ) سے تعاون FREEZE کردینا چاہیے اور اگر پھر بھی UNO کے پانچ سربراہ آمادۂ عمل نہ ہوں تو UNO سے علیحدگی اختیار کرلینی چاہیے۔

3

بھارت حکومت کا متنازعہ شہریت بل اور ملک گیر ہنگامے

1920ء کی دہائی سے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کا ایک نمایاں، فعال اور مذہبی طبقہ ملک کی آزادی (استخلاصِ وطن) کے لیے انڈین نیشنل کانگریس (جو خالص ہندو جماعت تھی) کے ساتھ شامل ہوگئے تھے اور بوجوہ 1947ء تک کانگریس کے ساتھ رہے۔

ہندو قیادت (جواہر لعل نہرو اور گاندھی وغیرہ) نے کانگریس کا ساتھ دینے پر کیا کیا سبز باغ دکھائے ہوں گے اور کیا کیا وعدے کیے ہوں گے وہ اب تاریخ کا حصہ ہیں۔مگر ہندو ____ ایک ناقابل اعتماد قوم ہے (قرآن مجید کے بیان کے مطابق یہودی بھی وعدہ خلاف قوم ہے بعینہٖ ایسے ہی ہندو قوم بھی)۔ کانگریس پورے بھارت پر 30 سال حکمران رہی مگر اس کانگریس

کے لیڈران کے دور میں ہی 1960ء کی دہائی میں جب جواہر لعل نہرو وزیراعظم تھے باقاعدہ ایک مہم کے ذریعے مسلمان کو بھارت سے ختم کر کے سپین کی طرح مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دینے کی مہم چلائی گئی۔ اس ضمن میں اس وقت کے وزیر خارجہ کے ہمراہ ایک مشن باقاعدہ سپین کا دورہ کرنے گیا تھا کہ وہاں STUDY کر کے رپورٹ دی جائے کہ سپین میں سقوط غرناطہ (1492ء) کے بعد مسلمانوں کا کیسے خاتمہ کیا گیا اور اس مشن کی سفارشات پر باقاعدہ عمل درآمد بھی ہوا۔

یہ وہی پرانی مسلم دشمنی کی ہندو ذہنیت ہے وہ چاہے کانگریس کی قیادت ہو یا BJP کی قیادت سب اندر سے مسلم دشمنی میں جلے ہوئے ہیں ورنہ کم از کم وہ قیادت جو تقسیم برطانوی ہند کے وقت تھی اور مسلمانوں سے بہت سے عہد و پیماں تھے وہ ایسے اقدامات ہرگز نہ کرتی (اس صورت حال پر افسوس ہی کیا جاسکتا ہے)۔ اسی مسلم دشمنی کی پرانی آگ اب BJP کے حصے میں آئی ہے جس نے اس متنازعہ بل کے خلاف بھارت کی شاہراہوں پر احتجاج کے باوجود اس متنازعہ بل کو پاس کر کے نافذ کرانے کے سارے مراحل طے کر لیے ہیں۔

اللہ کرے کہ بھارت کی اکثریتی آبادی ہندومت کو اپنا ہی قومی وملکی نعرہ کہ 'بھارت ایک سیکولر ملک ہے' یاد آ جائے اور وہ اپنے ہی ملک کے محسن طبقہ (مسلمان طبقہ جس نے تقسیم ہند کے وقت کانگریس کا ساتھ دیا) یعنی مسلمان آبادی کے ساتھ شودروں اور دلت کا سا سلوک نہ کریں بلکہ انسان سمجھ کر سیکولرازم کے اصولوں کے تحت ہی کوئی انسانوں جیسا سلوک کریں۔ مگر BJP قیادت مسلم دشمنی میں بہت آگے جا چکی ہے۔ اس سے اس طرح کے انسانی سلوک کی توقع ہی عبث ہے۔

UNO اور دنیا کے دوسرے فلاحی ادارے اور انسانی حقوق کی تنظیمیں بھی مسلم دشمنی میں کسی UNWRITTEN معاہدے میں شریک ہیں کہ مسلمانوں پر ظلم کا معاملہ یا حقوق کے غضب ہونے کا ___ تم خاموش رہو اور عملاً غاصب اور ظالم قوت کا ساتھ دو۔

ع ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

اللہ کرے کہ بھارت کے حکمران اپنے ہی ملک کے شہریوں سے انسانوں جیسا سلوک کریں اور مسلمان ہونے اور مسلمان رہنے کا حق انہیں دیں۔ اللہ کرے مشرق وسطیٰ کے مسلمان ممالک بھی بھارت کے مسلم دشمن بلکہ مسلم کش معاملات اور پالیسیوں پر زبان کھولیں۔

OIC کا اجلاس ہی بلالیں اور بھارت کو مجبور کردیں کہ مسلمان ایک اُمت ہیں اور بھارت کے مسلمان دنیا بھر میں پھیلے مسلمان اُمّت کا حصّہ ہیں مگر یہ بات بھی بظاہر مشکل نظر آتی ہے۔ اے کاش ایسا ہوجائے آمین۔

4

کیا ہندومت میں فلاحی ریاست کا کوئی تصور ہے؟

بھارت 1947ء میں آزاد ہوا اور پاکستان بھی۔ پاکستان کے حالات دگرگوں ہیں مارشل لاء کا راج رہا اور آزادی کے بعد ایک طویل دور چار مارشل لاؤں کی نذر ہوگیا۔ باقی عرصہ میں بھی جمہوریت آئی اور سول حکومتیں قائم ہوئیں مگر جمہوری حکومتوں کو استحکام نصیب نہ ہوسکا (اس قومی المیہ میں اندرونی حالات کا کتنا عمل دخل ہے اور عالمی صہیونی اقتصادی جمہوری قوتوں کا کتنا حصہ ہے یہ ایک RESEARCH کا الگ موضوع ہے) اور مسلمان قیامِ پاکستان کے مقاصد حاصل نہیں کرسکے اور آزادی کی حقیقی اسلامی برکات عام مسلمانوں اور اقلیتوں تک نہیں پہنچا سکے۔

اس کے برعکس بھارت میں یومِ آزادی سے اب تک ہندو راج رہا ہے اور غیر ملکی مداخلت بھی بہت کم۔ مارشل لاء بھی کبھی نافذ نہیں ہوا۔ گویا ہندومت کے نظریات کو آزاد قوم کی حیثیت سے اب پون صدی ہونے کو آرہی ہے اور حکومت بھی ہندومت کی رہی ہے۔ ہندومت غالب اکثریت میں ہونے کے باعث قانون سازاداروں، اسمبلیوں اور لوکل گورنمنٹوں میں دوتہائی سے زیادہ اکثریتی مذہب ہے۔ ان تمام مثبت باتوں کے باوصف یہ بات ناقابل فہم ہے کہ بھارت میں کسی فلاحی ریاست کے قیام کا کبھی تذکرہ نہیں ہوا، نہ اس کے لیے کوئی قابل ذکر کوشش کی گئی اور نہ ہی حکومتوں نے ہندو مذہب کے اپنے لوگوں دلتوں اور شودروں کی فلاح، معاشی خوشحالی اور رہن سہن میں سہولتوں کی فراہمی کے لیے کسی انسان دوست، عوام دوست، اخلاق دوست اقدامات کرکے ملک کے عوام کے لیے دنیاوی فلاح و بہبود کا کبھی سوچا بھی ہو؟

مسلمان تو ہندو کے نزدیک ملیچھ اور ناپاک ہیں اور وہ اپنے ملک کو مسلمانوں سے پاک

کرنا شاید یہ اپنے عقیدے اور دھرم کا حصہ سمجھتے ہیں مگر اپنے ہم مذہب عوام اور دیگر اقلیتوں کے فلاح و بہبود کے پروگرام شروع نہ کرنا اور 70 سال روس چین، کوریا، تائیوان، جاپان وغیرہ کی طرح ایک خوشحال اور فلاحی ریاست نہ بنانا ــــ اس بات کا غماز ہے کہ شاید ہندومت یا ہندو مذہب یا ہندو ذہن میں کسی فلاحی ریاست کے قیام کا کوئی پروگرام (تصور اور CONCEPT) ہی نہیں ہے۔ شاید ہندو مذہب میں ساری فلاح و بہبود تو برہمن کے حصے میں آتی ہیں اس کے مقابلے میں بہت کم تاجروں، کسانوں اور محنت کشوں کے حصے میں آتی ہیں اور اپنے ہی مذہب کے اکثریتی طبقے دلت یا شودر اپنے ہی ملک میں مذہبی حکومت کے قیام کے 72 سال بعد بھی جانوروں سے بدتر زندگی بسر کریں یہ صورت ہندو مذہبی سوچ اور ہندو فلسفہ زندگی پر بہت بڑا سیاہ داغ ہے۔ ہندومت دراصل ایک مذہبی طبقے کی حکومت کا نام ہے جس میں سارے مفادات اسی مذہب کے حصے میں آتے ہیں اور ساری مراعات اور سارے وسائل رزق پر اسی طبقے کا قبضہ ہوتا ہے اور اکثریتی طبقہ (دلت وشودر) جانوروں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں نہ ان کے لیے کوئی حقوق ہیں نہ قانون ہی ان کی طرف داری کرتا ہے، نہ مذہبی پہچان ہے اور نہ مذہب سے واقفیت۔ اس لیے ان نیچ طبقات پر برہمن نے مذہبی کتابیں پڑھنے اور سننے پر ہی پابندی لگا رکھی ہے۔ عمل کرنے کے لیے آمادہ کرنا تو بڑی دور کی بات ہے۔

شاید بھارت کے اونچے طبقات پاکستان میں رہنے والے کسی مسلمان کی اس طرح کی آواز کو اپنے لیے ہتک (INSULT) سمجھیں اور اس طرح آواز اٹھانے والے کو سبق سکھانے کا سوچیں یا کم از کم نظر انداز کر دیں ــــ ہمیں اس سے بظاہر کوئی مفاد نہیں ــــ مگر دنیا کا ایک مسلّم قانون ہے اور خود بھارت کے اندر ہندومت کا ذہین طبقہ (INTELLCTUAL MINORITY) اور نوجوان جو آج کانگریس اور BJP کے ساتھ ہراول دستے میں ہیں ان کے نعرے لگاتے ہیں ان کے کارکن ہیں ان پارٹیوں کے اعلیٰ دماغ ہیں اور ان کے THINK TANKS ہیں۔ ان کے ذہنوں پر بھارت میں پون صدی آزادی کی فضا میں غیر ملکی جبر اور مداخلت کے بغیر ہندومت کی حکومت کے باوصف اگر بھارت ہندو کے لیے ہی فلاحی ریاست نہیں بن سکا تو پھر ہندو نوجوان اور ELITE طبقہ یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہوگا کہ ہندو مذہب میں انسانی فلاح کا کوئی پروگرام

ہی نہیں ہے اور یہ مذہب اپنے ماننے والوں کی WELFARE کی سوچ سے خالی ہے اور مذہبی اجارہ داری ہے اور ایک طرح سے ایک ہی طبقہ کے مفادات کا تحفظ ہو رہا ہے۔ لہٰذا اس سوچ کے نتیجے ہندومت کے لیے اپنے ہی اندر کے ذہین طبقات، نوجوان اور نئی نسل کو مذہب سے باندھے رکھنا ممکن نہیں رہے گا۔ یہ صورت حال ہندو مذہب میں ایک داخلی UNREST اور باغی ذہن کی آبیاری کا ذریعہ بن جائے گی اور بھارت بطور ایک ریاست کے زیادہ دیر اپنے ہی ہم مذہب لوگوں پر ظلم و جبر کے ساتھ حکومت جاری نہیں رکھ سکے گا اور اقلیتوں پر مظالم اور ناانصافی بالواسطہ اس نظریے کو تقویت دے گی۔ وہ دن دور نہیں جب شاید یہ صورت حال بڑھ کر بھارت کا شیرازہ بکھرنے کے عمل کا نقطہ آغاز بن جائے۔

اپنے ملک کے ہم مذہب لوگوں اور ملکی غیر ہندو اقلیتوں پر مظالم کے بارے میں کوئی دوسرا کہے اور لکھے تو ہندو یقیناً بُرا منائے گا۔ اس شعر پر ہی اس گفتگو کا اختتام کرتے ہے۔

آپ ہی اپنے طرز تغافل پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

5

بھارت کے لیے نوشتہ دیوار
ــــــ غزوۂ ہند

1026ء میں ایک انسان دوست اور اخلاق دوست حکمران غزنی (افغانستان) سے نکلا، اُس نے ہندو قوم کے ملک کے عین مرکز میں جا کر مختصر سی فوج کے ساتھ کامیابی حاصل کی اور سومنات کا مندر گرا کر اور بت توڑ کر جنوبی ایشیا میں خدائے واحد ولاشریک کی عبادت کی راہ ہموار کر دی۔ جس سے ایک عمومی لہر پیدا ہوئی اور اگلے دو سو سالوں میں (1206ء میں) تخت دہلی پر خاندانِ غلاماں کا حکمران قطب الدین ایبک براجمان ہوگیا۔ بھارت کے لیے اب بھی راستہ سومنات کی ہزار سالہ شکست کا مسلمانوں سے بدلہ لینا نہیں ہے بلکہ اسے چاہیے کہ اپنے ملک میں (کشمیر میں) اپنے ہی وعدوں کے مطابق استصوابِ رائے کا اہتمام کرے، بھارت کی مسلم اقلیت کو انسان سمجھتے ہوئے دوسرے معقول ممالک کی طرح حقوقِ انسانی کی ادائیگی کرے، اور

مسلمانوں کی عبادت گاہیں اکثریت کے زعم میں مسمار کرنے اور مندر بنانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہونے کی بجائے اپنی ہم مذہب ہندو عوام (غریب اور پسے ہوئے طبقات دلت، شودر) اور دیگر کمزور طبقات کے لیے تعلیم، روٹی، کپڑا، مکان اور معقول علاج معالجہ کا اہتمام کرے اور اس میں اپنے بے انتہا وسائل لگائے۔ یہ وقت ہندو قوم کو گذشتہ چھ صدیوں کی محنت اور قربانیوں سے ملا ہے ایسا نہ ہو کہ موجودہ حکومت اپنے دوسرے TENURE میں بھی عوامی فلاح و بہبود کا کوئی کام نہ کر کے یہ ثابت کر دے کہ ہندو فلسفہ اور نظریے میں فلاحِ انسانیت اور بہبودِ عوام کا کوئی پروگرام یا ہندو ذہن میں کوئی فلاحی ریاست کا IDEAL اور ہیولا ہی نہیں ہے۔

اگر بھارت میں ایسا ہوا ــــــ جیسا کہ 72 سال کی تاریخ بتارہی ہے اور موجودہ کٹر مذہبی جنونی ہندو حکومت کے تیور بتارہے ہیں تو پھر ہمارے پڑوسی اور ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے لگانے والے اور ONE NATION THEORY کا راگ الاپنے والی قوم سانحہ 'سومنات' کو دعوت دے گی اور افغانستان سے ہی کوئی غزنوی اور غوری اٹھے گا جو بھارت کو شکست دے گا انسانیت اور انسانی اقدار، اصولِ حکمرانی اور رموز جہاں بینی سکھا دے گا۔ 'سومنات' کے واقعہ کے بعد بھی جنوبی ایشیا کے لوگوں نے اپنے دیدہ و دل وا کر دیے تھے، اسلام قبول کر لیا تھا اور 1206ء میں تختِ دہلی مسلمانوں کو پیش کر دیا تھا۔ اب ہزار سال بعد پھر تاریخ اُسی جگہ آ کر کھڑی ہے۔ ع یہ گھڑی محشر کی ہے اور تو عرصۂ محشر میں ہے

یہ فیصلہ کوئی دوسری قوم نہیں کرے گی۔ مسلمان تو دنیا میں ایک طرف مغربی اقوام کے قہر و جبر کا شکار ہیں اور مشرق میں ہندو کے زہریلے اور انسان دشمن، اخلاق دشمن، وحی دشمن، خدا بیزار خیالات کی نظریاتی، اکثریتی عسکری اور چانکیہ سیاست کے جبر اور ناانصافی کا شکار ہیں وہ نہ مغرب کے خلاف اور نہ ہندو کے خلاف کسی مہلک اور تباہ کن جارحیت کا سوچ سکتے ہیں لیکن یہ ضرور امید رکھتے ہیں اور مانتے ہیں اور مالک حقیقی سے دعا گو ہیں کہ کوئی دستِ غیب مغربی و مشرقی اقوام کے منہ زور عفریت (جو اپنی ٹیکنالوجی اور مادی وسائل کے زور اور زعم میں کائنات کے مالک اور خدا ہونے کے دعویدار اور فرعون کی طرح 'اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی' کا مزاج رکھتے ہیں) کی سرکوبی کے لیے کوئی محمد بن قاسم، کوئی طارق بن زیاد، کوئی غزنوی یا غوری بھیج دے۔

اے اللہ! کوئی ابدالی بھیج جو انسانیت کے بھیس میں انسانوں کے دشمن نظریات اور سوچ کے حامل قوموں اور حکمرانوں کو خاک چٹوادے۔

بھارت کے زعماء اور نئی نسل کے لیے اب یہ صورت حال ایک نوشتہ دیوار ہے کوئی طاقت افغانستان سے اٹھے گی اور برما تک خدا بیزار تہذیب اور خدا دشمن و وحی بیزار نظریات کا صفایا کردے گی ___ اور عالمی حالات اور جنوبی ایشیا کے SCENARIO میں یہ منظر اور تاریخ کے ڈرامے کا یہ سین (SCENE) اب قریب ہے اور کسی کے بس میں نہیں ہے کہ اس آسمانی فیصلے کو بدل سکے۔ مسلمانوں کی کتب اور لٹریچر میں اسی صورت حال کو دنیا کے سچے انسان حضرت محمد ﷺ (جن کا تذکرہ ہندو لٹریچر میں بھی ہے) نے غزوۃ الہند (اور مشرقِ وسطیٰ میں مغربی اقوام کی سرکوبی کے لیے الملحمة الكبرىٰ) کے الفاظ فرمائے ہیں۔ یہ دو واقعات ایک ہی وقت یا قریب قریب ہوں گے تاکہ گذشتہ ایک صدی کی تاریخ کی طرح کوئی جارح قوم کسی دوسری جارح اور ظالم قوم کی مدد کو نہ آسکے۔ اب نہ کوئی سقوطِ ڈھاکہ کا سانحہ ہوگا۔ نہ سقوط غرناطہ جیسا واقعہ۔

اس وقت جو نظر آرہا ہے اور یہ منظر یا صورت حال پیدا کرنے میں مغربی ملحد، اسلام دشمن خدا بیزار اقوام اور ہندومت برابر کی شریک ہیں، مسلمانوں کو دنیا میں برما، کشمیر، عراق، لبنان، فلسطین، لیبیا، سوڈان اور وسطی افریقہ ہر جگہ مار رہے ہیں اور قربانی کا بکرا بنائے ہوئے ہیں، اس میں حالات منطقی طور پر فیصلہ کن نتائج تک جائیں گے۔ 1761ء میں ابدالی آیا تھا تو کسی دست غیب نے انہی دنوں اس کے ملک قندھار میں بغاوت کھڑی کر دی تھی اور ابدالی کو مرہٹہ قوت کے دانت کھٹے کر کے اور دشمن کی صفائی اور دھنائی (MOPPING-UP OPERATION) کا موقع نہیں ملا۔ اب غزوۃ الہند ہوگا تو دست قدرت اپنے DIVINE INTERVENTION سے کشمیر سے برما تک بڑھا کر خدا دشمن اور وحی دشمن کلچر، تہذیب، لائف سٹائل، سوچ اور سیکولرازم و لبرل ازم کا صفایا کر دے گا تاکہ انسانیت دوبارہ یہود و ہنود کی انسانیت سوز بے حیا اور گندی تہذیب (ہالی وڈ اور بالی وڈ وغیرہ) سے پاک صاف ہو کر دوبارہ خدا شناسی، خود شناسی، معرفت خودی اور انسان دوست ماحول میں اپنے دل کی دنیا کو پھر آباد کر سکے۔ وما ذالك على الله بعزيز،

6

جنوبی ایشیا میں 1947ء کی عظیم خونی مسلم ہجرت اور نائن الیون کے بعد لبنان، شام، عراق، لیبیا، فلسطین وغیرہ میں سُنّی مسلمانوں کی نسل کُشی اور جبری ہجرت ـــــ کا DIVINE ردّعمل ـــــ آ کر رہے گا

یہ بات حضرت یعقوب علیہ السلام کے ماننے والے یہود و نصاریٰ کی مذہبی روایات کا حصہ ہے اور مسلمان بھی تسلیم کرتے ہیں اور تاریخ انسانی کا ایک مسلّمہ باب ہے کہ دنیا میں جب کبھی کوئی نظریاتی ہجرت ہوئی ہے اور مجبوراً اہل ایمان کو وطن چھوڑنا پڑا ہے تو جلد یا بدیر اس ہجرت کا ردّعمل آیا ہے اور وہ انسانی گروہ فاتح کی حیثیت سے اپنے وطن لوٹا ہے۔

بنی اسرائیل نے ہجرت کی تو ان کی اپنی شرارتوں کی وجہ سے نتیجہ دیر سے نکلا مگر بنی اسرائیل فلسطین واپس ہوئے اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی حکومتیں قائم ہوئیں (1000 ق م)۔ مکہ سے مشرکین مکہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو مجبور کر کے نکالا تو صرف آٹھ سال بعد فتح مکہ ہو گیا اور مسلمان فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے۔ قرآن مجید میں سورۃ القصص آیت 85 میں فرمایا گیا ہے کہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جس اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید عطا فرمایا ہے (اسی قرآن کی بدولت آپ کو اگر ہجرت کرنا پڑی تو وہی اللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوبارہ اسی سرزمین میں (فاتح کی حیثیت سے) لے آئے گا۔

1947ء میں بھی تقسیمِ ہند کے وقت مسلمانوں کو ہجرت کرنا پڑی یہ ایک ناگزیر عمل تھا ہندو کو بھی ہجرت کرنا پڑی مگر اس ہجرت کے دوران جو مصائب و آلام ہندو مذہب کے پیروکاروں اور ان کے کہنے پر دوسروں کے ہاتھوں مسلمانوں پر آئے وہ بیان سے باہر ہیں جبکہ ہندو بخیر و عافیت ہجرت کر کے انگریزی اہل کاروں کی حفاظت میں انڈیا چلے گئے۔ جو ہندو سندھ بلوچستان وغیرہ میں اب بھی آباد ہیں ان کو پرامن ماحول میسرّ ہے۔ ہجرتِ مدینہ کی طرح اس ہجرتِ پاکستان کا نتیجہ بھی نکلے گا اور ہندومت کے اپنے منفی روّیوں اور اپنے ہی مذہب کے لوگوں

کوانسانی حقوق نہ دینے کی وجہ سے جو بغاوت اُٹھے گی اس موقع پر غزوۃ الہند کا میدان سجے گا اور بھارت پھر اسلام کے زیرِنگیں آ جائے گا۔

تاریخ کے جس بہاؤ میں بھارت اپنے نظریاتی افلاس کا شکار ہو کر باہر کے کسی فاتح کو دعوت دے گا اس میں مسلم جارحیت کا عنصر کم اور ہندومت کی تنگ ذہنی اور کم ظرفی کا حصہ زیادہ ہوگا۔ فائدہ یقیناً اسلام کا ہوگا۔

یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ مشرقِ وسطیٰ میں عالمی سطح پر امریکہ، یورپ اور یہود (اور ان کے ہم پیالہ وہم نوالہ مسلمان حکمران اور ان کے نمک خوار سب کی) تباہی کے بعد جب خداشناسی اور خودشناسی کے ذریعے آسمانی ہدایت کا دور آئے گا تو اس کا پھیلاؤ عالمی ہوگا، قانون عالمی سطح پر صرف آسمانی ہدایت یعنی قرآن مجید کا ہوجائے گا جبکہ بہت سے لوگ اپنے آبائی غیر مسلم نظریات پر قائم رہ کر اپنے اپنے عقیدے، عبادات اور رسومات میں آزاد رہیں گے اور حکومتی تحفّظ میں رہیں گے۔ مسلمانوں کے دورِ حکومت میں نہ پہلے لوگوں کو جبری مسلمان بنایا گیا اور نہ اب آئندہ اسلام کے عالمی غلبے کے وقت ایسا ہوگا۔

مسلمانوں کی روایات میں اسلام کے عالمی غلبے کے لیے اس مرحلہ پر DIVINE INTERVENTION ہوگی اور حالات حضرت محمد ﷺ کے دین کے گلوبل غلبے کے حق میں ہوجائیں گے۔ یہ بات آج کے SCENARIO میں سمجھ نہیں آسکتی جبکہ ایسا حقیقتاً ہوکر رہے گا۔

1946ء تک پاکستان بننے کے امکانات صرف 10% تھے مگر اگست 1947ء میں پاکستان بن گیا۔ اسی طرح اسلام کا عالمی غلبہ حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق ہونا یقینی ہے۔ ہندو روایات میں 'کلکی اوتار' کے نام سے اشارات موجودہ ہیں اور سومنات کے عین مغرب میں بڑے مرکز اور معبد (حرمِ مکی) کا تذکرہ بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ (یہ بات سائنسی اور جغرافیائی حقیقت ہے کہ سومنات کے مندر اور حرمِ مکی کا عرضِ بلد ایک ہی ہے یعنی آج سے کوئی دو ہزار سال پہلے اس بات کا تذکرہ اور سومنات کے مندر کی تعمیر غالباً ہند میں کسی بنی اسرائیل کی اولاد کے آباد ہونے اور اُن میں نبی آنے کی وجہ سے ہی ہوسکتا ہے اور لوگوں کو نبوی تعلیمات دینے کا ثبوت ہے)

آج کے مغرب کو اسلام اور پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ سے بغض اور بیر اسی لیے ہے کہ

مسلمانوں کی روایات کے مطابق کہ اسلام کا عالمی غلبہ ہو جائے گا۔ استحصالی قوتیں اور سیکولر و لبرل طبقات اسی لیے مرنے مارنے پر تیار ہیں (تاکہ مسلمانوں کو ختم کر دیں) کہ اس کا منطقی نتیجہ عام مسلمان تو تصور نہیں کرسکتا مگر اسلام مخالف اور حضرت محمد ﷺ کے دشمن یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا موجودہ مغربی نظام، شاندار تہذیب، شاندار ترقی اور شاندار لائف سٹائل ختم ہو جائے گا، ڈالر کی بالادستی نہیں رہے گی، ہالی وڈ اور بالی وڈ کلچر اور اس کے تحت ناچ گانے کا کام کرنے والی نسلیں JOBLESS ہو جائیں گی، سارا میڈیا اور جھوٹ پھیلانے والے سارے اینکر پرسن گھر بھیج دے جائیں گے۔ اس بات کا تصور کرنا مغربی ذہن اور صہیونی دماغوں کے لیے ایک ڈراؤنے خواب سے کم نہیں؛ اس لیے جو ذہن امریکی (اور مغربی) تہذیب کو ترقی کی انتہا اور END OF HISTORY سمجھتے ہیں وہ اس تہذیب کے ختم ہونے کا جملہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں؟ یہی آج مغرب اور اسلام کی لڑائی کی بنیادی وجہ ہے اور یہی بات علامہ اقبال نے 'ابلیس کی مجلسِ شوریٰ' نامی نظم میں 1936ء میں اشاروں کنایوں میں فرمادی تھی۔ یہ بات چونکہ حضرت محمد ﷺ کی لسانِ حق ترجمان سے ادا ہوئی ہے لہٰذا ایسا ہو کر رہے گا۔ یقیناً استحصالی طبقات، سودخور، بینکرز، ہالی وڈ بالی وڈ کے ستاروں اور ڈارون کے مطابق اپنے آپ کو بندر کی اولاد سمجھنے والے انسان نما حیوانوں اور بے حیائی و بے شرمی و فحاشی پھیلانے والوں کو یہ بات اچھی نہیں لگ سکتی اور نہ وہ اس کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر سکتے ہیں۔ سو آپ بھی انتظار کریں ہم بھی اس گھڑی کا انتظار کرتے ہیں جب یہ واقعات ظہور پذیر ہو کر امر ہو جائیں گے اور انسانیت عفت و عصمت، شرافت اور نگاہ کی پاکیزگی کے ماحول کی طرف لوٹ جائے گی۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

اعتذار

★ حکمت بالغہ جنوری 2020ء کے گزشتہ شمارے میں صفحہ 8 کی آخری لائن میں 'حیدر آباد (دکن)' غلط درج ہو گیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ جلسہ 'کلکتہ' میں ہو رہا تھا۔

★ اور اسی شمارہ کے ٹائٹل کے صفحہ 2 پر علامہ اقبال کی ایک تقریر کا اقتباس دیا گیا تھا یہ بات سید عبدالوحید معینی کی کتاب ''مقالاتِ اقبال'' میں بھی درج ہے۔

(قسط وار 1)

تصویر اِک فتنۂ عالمگیر

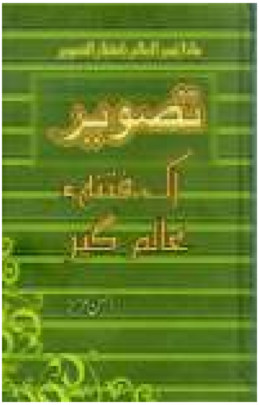

صفحات : 128 قیمت : Rs.200

ناشر: ادارہ مبشرات،
پوسٹ بکس نمبر 126، I-10، اسلام آباد

فتنۂ تصویر ــــــ پس منظر!

(باب اوّل)

تالیف: جناب احسن عزیز شہید

عصر حاضر میں سائنسی و صنعتی ترقی نے دنیاوی زندگی اور اس زندگی کے آرام، سکون، کھانے، پینے، پہننے کے لوازمات اور ان کی فراہمی، نیز انسان کی انفرادی سطح پر اور اجتماعی سطح پر شغل میلے (ENTERTAINMENT) کے لیے جو بے پناہ وسائل اور امکانات فراہم کر دیے ہیں وہ کسی ایک کتاب یا بیان میں نہیں آ سکتے۔

اگر عصر حاضر کی ان انقلاب آفرین تبدیلیوں کا رُخ صرف یہ ہوتا کہ انسانوں کی اکثریت کی توجہ اور نصب العین، یعنی مطمع نظر آخرت کی بجائے دنیا کی طرف کھسک (SHIFT) گیا ہے تو اس طرح کی ذہنی و فکری عدمِ توازن کی مثالیں ماضی میں بھی پیدا ہوتی رہی ہیں جن کے خلاف آسمانی ہدایت اور اس کے لانے والوں (اور ان کے متّبعین و مومنین) کی محنت (جہاد) سے حالات کو بدل دیا جاتا رہا ہے۔ تاہم مغرب سے اُٹھنے والے حالیہ سائنسی، صنعتی اور تہذیبی فتنہ نے تصویر کو آرٹ، سنگ تراشی، عریاں شاعری، عریاں نگاری سے اُٹھا کر فیشن، لباس، سیر و تفریح، تنہائی کے لمحات و کلب و سیر گاہوں، سینما، نائٹ کلب، ڈانس گھر اور سٹوڈیوز کی شکل دے دی ہے بلکہ فلم، ویڈیو سی ڈیز، ڈی وی ڈیز، یو ایس بیز، ہارڈ ڈسک، چپ، موبائل فون، ANDROID PHONE اور

i-PHONE، EAR-PHONE، 3D چشمے اور 3D ٹیکنالوجی کے ساتھ 5G اور 7G درجے کے انٹرنیٹ کے ساتھ ہر وقت (بیڈ، باتھ، بازار، کلب، مسجد، کلاس روم، سیرو سیاحت کے مواقع پر) تصویر سازی کا ایک آلہ وِڈیو کیمرہ ہر انسان کے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے کہ اب ہر مرد و زن، شہری دیہاتی، جوان و بوڑھے کو تصویر ساز، مجسّمہ ساز (FILM-MAKER) اور سیلفی بنا کر دوسروں کے ساتھ SHARE کرنیوالا بنا دیا ہے۔

ان حالات میں اگر تصویر اور کیمرہ صرف ایک انسانی ضرورت اور حصولِ علم و اشاعت کے تحت رہتا تو ایک انسانی خدمت اور تمدن کی ترقی کی طرف لے جانے کا ایک اقدام ہوتا جیسا کہ 'تصویر' کے معاملے میں ابتدائی ایام میں نظر آیا اور جس سے بعض متجدّ دین اُمت دھوکہ کھا گئے مگر اس فتنہ گر مغربی تہذیب اور ترقی کے جلو میں شیطانی ہتھکنڈوں نے اس انسان دشمن و اخلاق دشمن ایجاد کو بے حیائی، عریانی اور فحاشی کے ساتھ ملا کر انسانوں کو اسفل السافلین میں گرا دیا ہے یعنی پہلے جانور بنایا پھر BEAST (خونخوار جانور) اور اب انسانیت BEASTALITY پر اتر آئی ہے۔ اس طرح تہذیب حاضر نے شرافت، دیانتداری، نگاہ کی پاکیزگی، خود شناسی و خدا شناسی کو اپنی دجالیت کے ذریعے انسانیت کو آنے والی دجالی دور کے لیے 'سبز چارہ' کے طور پر تیار کر دیا ہے۔

تصویر سازی کی خرابیاں اپنی جگہ مگر حالیہ مغربی تہذیبی حملہ میں اس جرم پر مزید کئی جرائم کا ارتکاب شامل ہو گیا۔ مسلمان مردوں (اور عورتوں کو بھی) کو غضّ بصر کا حکم ہے، اسی طرح غیر محرم کی (سریلی اور سازوں کے ساتھ) آواز (عورتوں کے لیے غیر محرم مرد اور مردوں کے لیے غیر محرم عورت) حرام ہے۔ 'الـمُصَوِّرون' پر لعنت ہے، 'الناظر و المنظور' غیر محرم کے نیم عریاں جسم کو دیکھنے یا بن سنور کر دکھانے والے پر بھی لعنت ہے پھر کسی فلمی تصویر یا منظر میں غیر محرم مرد و زن کو مسلمان مرد دیکھے یا مسلمان عورت دیکھے پہلی اچٹتی نظر قابل درگذر، دوسری نظر قابل گرفت اور گناہ ہے، کجا یہ ہے کہ آدمی ایک گھنٹے کی فلم (یا خبریں) سنتا رہے اور دیکھتا رہے۔ اس پر مستزاد جو لوگ ایسا مواد فراہم کرتے ہیں، پھیلاتے ہیں، ان کا اشتہار دیتے ہیں یا خرید کر گھر لاتے ہیں گھروں میں سجاتے ہیں اور فیملی کے ساتھ دیکھتے ہیں وہ سورۂ نور کی آیت 19 کی رو سے 'عذابِ الیم'

کے مستحق ہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ ذَالِکَ
گذشتہ شمارے میں کتاب 'تصویر۔اک فتنۂ عالمگیر' کا تعارف شائع ہوا تھا اب حسب وعدہ اس کتاب کو قسطوں میں شائع کرنے کا آغاز کررہے ہیں تا کہ قارئین اس تصویر کے عالمگیر فتنہ ہونے سے متنبّہ ہوکر اس سے علیحدگی اختیار کرسکیں۔وَ ھُوَ ھٰذَا ...... (ادارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلاۃُ وَ السَّلامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، وَ قُرَّۃِ اَعْیُنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ سُرُوْرِ قُلُوْبِ الْمُسْلِمِیْنَ

بُرائیوں کے صدر دروازے کو پہچانئے!

دینی دعوت کے نشر و ابلاغ کا فطری ذریعہ صوت و قلم ہیں، نہ کہ انسانی تصاویر اور ویڈیو! کیونکہ شریعتِ اسلامیہ کی رو سے جان دار اشیاء کی تصاویر حرام اور ناجائز، اللہ تعالیٰ سے دُوری اور غیبی حقائق سے غفلت کا سبب، اور دنیا و آخرت میں حرمان و بدنصیبی کا باعث ہیں۔ چنانچہ اس فتنۂ تصویر سے بچنا ہر مسلمان کے لیے ناگزیر ہے۔ یہی ہماری اس بحث کا موضوع ہے لیکن اوّلاً یہ بات ذہن میں رہے کہ اس ساری تذکیر کا مقصد کسی فرد یا گروہ کی دل آزاری نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو ایک منکر سے بچنے کی دعوت دینا ہے۔

اہل علم فرماتے ہیں کہ جب کبھی منکرات سے روکنے کی دعوت دی جائے تو سب سے پہلے ان منکرات کی طرف متوجہ کیا جائے جو عام ہو چکے ہوں، کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو یہ منکرات لوگوں کی نگاہوں میں معروف بن جائیں گے اور وہ ان کے عادی ہو جائیں گے، دلوں سے ان کی کراہت نکل جائے گی۔

اس تحریر کی ضرورت بھی اس لیے پڑی کہ تصویر کشی کی جدید صورتوں کو جب دعوتِ دین کے مختلف شعبوں کے لیے استعمال کیا گیا تو اس کے نقصانات اندازوں سے بہت زیادہ ہوئے، بلکہ اصل نقصان تو صرف اس فتنے کے جواز اور اباحت ہی سے پیدا ہو گیا۔ کیونکہ جب ایک بار اس کا دروازہ کھل گیا تو اباحیت، بے راہ روی، اخلاق باختگی، نمود و ریا، دنیا پرستی، خواہشات کی غلامی، وقت کی بے برکتی و ضیاع، تشبُّہ بالکُفّار والفُسّاق، ذہنی آزادی، حق و باطل

کی تلبیس اور سب سے بڑھ کر الٰہیات سے توجہ سے ہٹنے اور مادیات میں دل لگنے کی راہیں خود بخود ہموار ہوگئیں۔ گویا تصویر کو وجہِ جواز کیا ملا ___ برائیوں کے سیلاب کے آگے لگا ایک عظیم بند ٹوٹ گیا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا ایک ایسا صدر دروازہ کھل گیا کہ ہر ذی ایمان حیران ہوگیا۔ اب اسے بند کرنے کا واحد طریقہ: اوّلاً تصویر سازی و تصویر بینی کی شرعی حرمت کو تسلیم کرنا اور پھر ان سے کامل اجتناب کے سوا کچھ نہیں ہے۔

تصویر کو ___ ''غیر تصویر'' قرار دینا ___ فساد کی اصل جڑ!

یہ ایک تکلیف دہ حقیقت ہے کہ (طباعتی والیکٹرونکی) میڈیا پر، (ساکن و متحرک) تصویر کے نشر و معائنے کی حلت کا جواز گھڑنا، اور دُور از کار سائنسی تاویلوں سے اسے ''غیر تصویر'' ثابت کرنا ___ ایک ایسے حکم شرعی کو پس پشت ڈالنے کی بنیاد بن گیا، جو خیر القرون سے متواتر، 1300 سال تک متفق علیہ چلا آ رہا تھا۔ لیکن کیا کیجیے عہدِ قربِ قیامت کے اس فتنۂ عظیم کا، کہ جس نے قومِ مسلم کو بری طرح سے اپنی لپیٹ میں لے لیا، یہاں تک کہ جس طرح شعر کے بارے میں لسانِ مبارک ﷺ سے فرمایا گیا کہ حَسَنُهَا حَسَنٌ وَ قَبِيحُهَا قَبِيحٌ (البخاری، ادب المفرد) ''اچھا شعر اچھا ہے اور برا شعر برا''۔ تو اسی طرح جدید تصاویر اور فلموں کے بارے میں بھی کہا جانے لگا کہ 'حَسَنُهَا حَسَنٌ وَ قَبِيحُهَا قَبِيحٌ'۔ پھر انھیں محض 'عکس' یا 'غیر تصویر' قرار دینے کی کوشش کی گئی، اور زیادہ مسئلہ اسی مغالطے نے پیدا کیا۔

حرمتِ تصویر کے بارے میں ان شاءاللہ آگے چل کر تفصیل سے اکابر علمائے کرام کے فتاویٰ نقل کیے جائیں گے، تاہم سرِدست ہم ___ تصاویر کے اسی فنی پہلو کے بارے میں چند بزرگ علمائے کرام کی آراء نقل کرتے ہوئے آگے چلتے ہیں۔

1۔ جان دار کی تصویر بنانا مطلقاً معصیت ہے: حضرت تھانویؒ

ہندوستان میں متحرک تصویر کا فتنہ بیسویں صدی کے نصف اوّل ہی میں برطانوی صلیبیوں کے دورِ استبداد میں ظہور پذیر ہوگیا تھا۔ حکیم الامت حضرت اشرف علی تھانوی (1863-1943) نے اپنی زندگی ہی میں اس فتنے کے ابتدائی مظہر ''سینما'' سے متعلق اپنے تاریخی

فتوے کے آغاز ہی میں یہ فرما دیا تھا کہ:

''شریعت اسلامیہ میں جان دار کی تصویر بنانا مطلقاً معصیت ہے، خواہ کسی کی تصویر ہو، خواہ مجسمہ ہو یا غیر مجسمہ''۔

یوں حضرت تھانوی نے ساکن و متحرک دونوں اقسام کی تصاویر کے بارے میں اپنا واضح موقف پیش کر دیا تھا۔ ''تصحیح العلم فی تقبیح الفلم'' کے عنوان سے یہ فتویٰ حضرت تھانوی نے اس وقت (18 شعبان 1350ھ کو) تحریر فرمایا تھا جب آپ سے بائیسکوپ (سینما) کے پردے پر بولتی، گاتی متحرک تصاویر اور اس کی قباحتوں سے متعلق استفتاء کیا گیا تھا۔

2۔ ایک نیا حیلہ ــــــ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع

حضرت تھانوی کے خلیفہ مجاز اور پاک و ہند کی نامور شخصیت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع اسی مسئلے کی تنقیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک نیا حیلہ تو ایسا ایجاد کیا گیا ہے کہ جس کی وجہ سے تصاویر کی یہ ساری بحث ہی ختم ہو جاتی ہے، وہ یہ کہ جس طرح آج کل تمام مصنوعات، جو پہلے زمانے میں دستی بنائی جاتی تھیں، اب مشینوں اور آلات کے ذریعے بنتی ہیں، اسی طرح تصاویر سازی کے فن کو اس مشینی دور نے ترقی دے کر فوٹو گرافی اور عکاسی کی صورت دے دی ہے۔ بعض علمائے مصر نے، پھر بعض علمائے ہند نے بھی اس کے متعلق یہ فرما دیا کہ فوٹو کے ذریعے جو تصویر لی جاتی ہے وہ تصویر کے حکم میں داخل ہی نہیں، وہ تو ایک ظل اور سایہ ہے جیسے آئینے اور پانی میں انسان کی شکل دیکھی جائے، اس کے حرام اور ناجائز ہونے کے کوئی معنی ہی نہیں۔ اور یہ فتنہ ایسا عام ہوا کہ بہت سے علماء اور صلحاء بھی کاغذی پیراہنوں میں دنیا بھر میں چلتے پھرتے نظر آنے لگے اور اربابِ عمائم و قبا کے فوٹو دنیا میں عام ہو گئے''۔ (تصویر کے شرعی احکام، ص 55-56)

اسی طرح متحرک تصاویر (سینما، ویڈیو وغیرہ) کے بارے میں بھی آپؒ کا موقف انتہائی واضح تھا، فرماتے ہیں:

''سینما کا دیکھنا، اگر دوسری خرابیوں سے قطع نظر بھی کی جائے تو اس کی ممانعت

کے لیے صرف یہی کافی ہے کہ اس میں تصاویر دکھلائی جاتی ہیں، پھر جب حالات پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اس سے بھی زیادہ بہت سے منکرات و محرمات خود عمل میں آتے ہیں اور بہت سے معاصی کے لیے اس کا دیکھنا سبب قریب بنتا ہے، اس لیے اس تماشے کا دیکھنا اور دکھلانا سب ناجائز ہے۔ اس کی خرابیوں کی پوری تفصیل اور اس کے مہلک نتائج کو سیّدی وسندی حضرت حکیم الامّۃ مجدد الملّۃ علامہ تھانوی دامت برکاتہ نے ایک مستقل رسالہ "تصحیح العلم فی تقبیح الفلم" میں تحریر فرمادیا ہے"۔ (تصویر کے شرعی احکام،ص90)

3۔ تصویر خواہ کسی قسم کی ہو، حضور اکرم ﷺ کی اس وعید سے خارج نہیں: حضرت مفتی رشید احمدؒ

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمدؒ صاحب رقم طراز ہیں:

"......مختصر یہ کہ ٹی وی، ویڈیو کیسٹ کی تصویر کے متعلق زائد از زائد یہ کہا جا سکتا ہے کہ سائنس کی ترقی نے فن تصویر سازی کو ترقی دے کر اس میں مزید جدت پیدا کردی ہے اور تصویر سازی کا ایک دقیق (اور) انوکھا طریقہ ایجاد کرلیا ہے۔ مگر یاد رکھیے تصویر خواہ کسی قسم کی ہو، حضور اکرم ﷺ کی اس وعید سے خارج نہیں:

اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الْمُصَوِّرُوْنَ

"روز قیامت تصویر سازوں کو سب سے سخت عذاب ہوگا"

لَعَنَ النَّبِیُّ ﷺ ــــــ الْمُصَوِّرَ

"آپ ﷺ نے تصویر ساز پر لعنت بھیجی"۔ (احسن الفتاوی، ج8 ص302-303)

حضرت مفتی رشید احمد صاحبؒ ہی ایک اور جگہ ویڈیو کی متحرک تصویر کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ویڈیو کیمرے سے کسی بھی تقریب کی منظر کشی کا عمل تصویر سازی کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے، جیسے قدیم زمانہ میں تصویر ہاتھ سے بنائی جاتی تھی، پھر کیمرے کی ایجاد نے اس قدیم طریقہ میں ترقی کی اور تصویر ہاتھ کی بجائے مشین سے بننے لگی،

جوزیادہ سہل اور دیرپا ہوتی ہے۔اب اس عمل میں نئی نئی سائنسی ایجادات نے مزید ترقی اور جدت پیدا کی اور جامد وساکن تصویر کی طرح اب چلتی پھرتی، دوڑتی بھاگتی صورت کو بھی محفوظ کیا جانے لگا ــــــ اس کو عکس کہنا بھی صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ عکس اصل کے تابع ہوتا ہے (جیسے آئینے کے مقابل سے آپ ہٹ جائیں تو عکس بھی ختم ہو جاتا ہے) اور یہاں اصل کی موت کے بعد بھی اس کی تصویر باقی رہتی ہے"۔(احسن الفتاویٰ، ج8 ص88-89)

4۔ ویڈیو فلم کا کیمرہ جو تصویریں لیتا ہے وہ اگرچہ غیر مرئی ہیں، لیکن تصویر بہرحال محفوظ ہے: حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید

اسی فنی و تکنیکی پہلو سے متعلق، حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں:

"شریعت میں تصویر مطلقاً حرام ہے، خواہ دقیانوسی زمانے کے لوگوں نے ہاتھ سے بنائی ہو یا جدید سائنسی ترقی نے اسے ایجاد کیا ہو"۔

"ہماری شریعت میں جان دار کی تصویر حرام ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔ ٹیلی ویژن اور ویڈیو فلموں میں تصویر ہوتی ہے جس چیز کو آنحضرت ﷺ حرام اور ملعون فرما رہے ہیں، اس کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا............"

"جو نکات آپ نے پیش فرمائے ہیں، اکثر و بیشتر پہلے بھی سامنے آتے رہے ہیں۔ ٹی وی اور ویڈیو فلم کا کیمرہ جو تصویریں لیتا ہے وہ اگرچہ غیر مرئی ہیں، لیکن تصویر بہرحال محفوظ ہے اور اس کو ٹی وی پر دیکھا اور دکھایا جاتا ہے اس کو تصویر کے حکم سے خارج نہیں کیا جاسکتا ہے، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہاتھ سے بنانے کے فرسودہ نظام کی بجائے، سائنسی ترقی میں تصویر سازی کا ایک دقیق طریقہ ایجاد کرلیا گیا ہے، لیکن جب شارع ﷺ نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے تو تصویر سازی کا طریقہ خواہ کیسا ہی ایجاد کرلیا جائے تصویر تو حرام ہی رہے گی۔ اور میرے ناقص خیال میں ہاتھ سے تصویر سازی میں وہ قباحتیں نہیں تھیں جو ویڈیو فلم

اور ٹی وی نے پیدا کر دی ہیں''۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، مولانا یوسف لدھیانوی شہید، ج 7، بحوالہ ماہنامہ بینات شعبان المعظم 1428ھ)

5۔ تصویر تصویر ہے، خواہ کسی بھی ذریعہ سے ہو! حضرت مفتی عبدالواحد

مؤلف کتاب 'مسائل بہشتی زیور' حضرت مفتی عبدالواحد (مفتی جامعہ مدنیہ، لاہور) رقم طراز ہیں:

''تصویر کشی صرف اسی کا نام نہیں کہ قلم یا پنسل سے تصویر بنائی جائے یا پتھر وغیرہ کا بت تراشا جائے بلکہ وہ تمام صورتیں تصویر کشی میں داخل ہیں جن کے ذریعے تصویریں بنتی ہیں، خواہ وہ آلاتِ قدیمہ ہوں ____ یا آلاتِ جدیدہ، فوٹوگرافی اور طباعت اور ویڈیو وغیرہ سے ہوں۔ کیونکہ آلات و ذرائع کی تخصیص ظاہر ہے کسی کام میں مقصود نہیں ہوتی۔ احکام کا تعلق اصل مقصد سے ہوتا ہے، تصویر تصویر ہے، خواہ کسی بھی ذریعہ سے ہو۔

ویڈیو کے بارے میں بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ تصویر نہیں کیونکہ اس کی ٹیپ میں تو صرف لہریں محفوظ ہوتی ہیں، تصویر بذاتِ خود نہیں ہوتی اور جب اس کو آلہ (یعنی پلیئر) سے چلاتے ہیں تو ٹی وی اسکرین پر عکس آتا ہے جو گزر جاتا ہے۔

ان لوگوں کی یہ بات غلط ہے کیونکہ کسی چیز (مثلاً آئینہ میں) ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ چیز سامنے سے ہٹ جائے ____ تو وہ عکس بھی جاتا رہتا ہے، باقی اور محفوظ نہیں رہتا، جب کہ ویڈیو میں عکس کو لہروں کی شکل میں محفوظ کر لیا جاتا ہے اور جب چاہو اور جتنی دیر کے لیے چاہو اس کی تصویر سامنے لا سکتے ہو، حالانکہ وہ چیز جس کی تصویر ہے وہ موجود بھی نہیں ہوتی۔ وہ عکس جو محفوظ کر لیا جائے وہ تصویر ہی ہوتی ہے۔ لہٰذا ویڈیو بنانے پر تصویر کشی کے احکام جاری ہوں گے''۔

(''مسائل بہشتی زیور، حصہ دوم ____ معاملات''، باب 62، ص، 414)

6۔ آئینہ کے عکس اور اسکرین کی شبیہ میں اصولی تفاوت پایا جاتا ہے:

مولانا مفتی کمال الدین المسترشد

''جو حضرات اسے عکس قرار دیتے ہیں تو یہ بھی غلط فہمی ہے ____ عکس دراصل آنکھ کا

دھوکہ ہوتا ہے؛ اسی لیے تو عکس کو پردے پر حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے، ہم نے سابقہ بحث میں شبیہ مجازی اور شبیہ حقیقی کے مابین یہی فرق ثابت کیا ہے کہ مجازی شبیہ کو پردے پر حاصل نہیں کیا جاسکتا جب کہ حقیقی کو پردے پر محفوظ کیا جا سکتا ہے (تفصیل کے لیے اصل کتاب سے رجوع کیجئے) لہٰذا آئینہ کے عکس اور اسکرین کی شبیہ میں اصولی تفاوت پایا جاتا ہے۔ عکس غیر محفوظ ہے، وہ آنکھ کا دھوکا ہے جب کہ شعاعی تصویر باقاعدہ اسکرین پر دکھائی دیتی ہے“۔

(شعاعی تصویر کی حقیقت اور شرعی حیثیت از مفتی کمال الدین المسترشد، ص 37-39)

7۔ کیا اتنا سمجھ لینا کافی نہیں کہ نَہٰی عَنۡهُ رَسُوۡلُ اللّٰہ ﷺ!

حضرت تھانوی کا انتباہ!

رہا معاملہ تصویر سازی کی حرمت کی عِلل کو اپنے سے گھڑ کر، جدید دور کو ان سے پاک قرار دینے کا، تو اس بارے میں ہم یہاں حکیم الامت حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کا ایک ملفوظ نقل کرتے ہوئے آگے چلتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

”کیا اس (تصویر کی حرمت) کے لیے اتنا سمجھ لینا کافی نہیں کہ نَہٰی عَنۡهُ رَسُوۡلُ اللّٰہ ﷺ؟ اور ہم غلام ہیں جنابِ رسول اللہ ﷺ کے۔ اس کے بعد بھی کسی تحقیق کی ضرورت ہے؟ اگر ہم اس پر بھی (اس کے باوجود بھی) اپنی تحقیق پر احکام کا مدار رکھیں اور تمام احکام کے عِلل معلوم کیا کریں تو وہ تو اپنی تحقیقات کا اتباع ہوگا، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا تو اِتباع نہ ہوا!۔ (ملفوظات حکم الامت: جلد 2، صفحہ 343)

اب مختصر سی ایک نظر ”جدید تصویری صنعت کی تاریخ وارتقاء“ پر ڈالتے ہیں، جہاں سے دراصل حق پر باطل کے التباس کا آغاز ہوا۔

جدید تصویری صنعت کی تاریخ وِارتقاء

جدید تصویر کو اوّلاً 1826ء میں فرانسیسی موجد جوزف نیسفور نے ایجاد کیا۔ اس سے قبل قدیم ادوار میں تصویر سازی ہاتھ سے بنائی گئی مصوری تک محدود تھی۔ لیکن اب ”حقیقت“ کی

''تصویر'' کو (نقل بصورت اصل) دھاتی تختی پر حاصل کر کے، جدید تصویری صنعت کی گویا بنیاد رکھی گئی۔ اسی سال اس شخص نے پیرس میں ایک تھیٹر کے مالک لوئی ڈیگورے کے ساتھ مل کر ان عکسی تصاویر کی نمائش کا آغاز کیا۔ 1839ء میں ایک امریکی فن کار مورس کے ذریعے یہ فن امریکہ، جب کہ ایک برطانوی ماہر ٹالبوٹ کے ذریعے برطانیہ بھر میں پھیل گیا۔ 1840ء تک دنیا بھر میں مغربی جاہلیت کو تصویری سائنس کا ایک ایسا سہارا مل چکا تھا، جس نے ___ آئندہ صدیوں بلکہ شاید یہ کہنا بجا ہوگا کہ قیامت تک کے لیے (اِلَّآ اَن یَّشَآءَ اللّٰہ) ___ غیب سے باغی ہوتی ہوئی عیسائیت کو ظاہر پرستی کے ایک نئے دور سے آشنا کیا۔ یوں عقیدۂ تثلیث کی کوکھ سے جنم لینے والی مغربی جاہلیت (نہ کہ مغربی تہذیب!) کو دنیا بھر میں ___ اپنا تمدنی، اقتصادی، ثقافتی، معاشرتی، سیاسی اور عسکری تسلط جمانے کے لیے ایک ایسا طلسماتی اور سریع الاثر ''ہتھیار'' میسر آ گیا جس کی مثال ماضی میں ملنا مشکل ہے۔ بعد میں یہی ساکن تصاویر، ترقی کرتے کرتے متحرک تصویروں میں بدل گئیں۔

انیسویں صدی ہی میں کیے گئے تجربات میں جب بہت سی ساکن تصویروں کو ایک ترتیب میں، اور قدرے تیزی سے نظروں کے سامنے سے گھمایا گیا تو اس عمل سے ایک متحرک تصویری منظر وجود میں آیا۔ انسانی نظر کے اس پہلو پر بھی غور کیا گیا کہ کوئی بھی منظر ___ جو انسانی آنکھ کے سامنے سے کسی وقت گزر جاتا ہے ___ ایک ثانیے کی کسی جزئی تک (منظر کے ہٹنے کے بعد بھی) گوشۂ ذہن میں محفوظ رہتا ہے۔ چنانچہ بہت سے تصویری چوکھٹوں (فریم) کو تسلسل میں جوڑ کر، نظروں کے سامنے گھمانے سے ناظر کو ایک ''رواں منظر'' یا شریط (فلم) دیکھنے کا احساس ہوتا ہے۔ اسی سے جدید ویڈیو فلم کو وجود میں لایا گیا۔ موجودہ جدید ترین ڈیجیٹل ویڈیو ٹیکنالوجی بھی انھی ساکن تصویروں کے چوکھٹوں (فریم) کی ترتیب سازی پر قائم ہے، اہل فن حضرات اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

قصہ مختصر، 1870ء میں امریکیوں اور برطانویوں نے اسے مزید ترقی دی۔ کبھی ان تصاویر کو، محض روشنی وعدسے کی مدد سے پردۂ اسکرین پر اور کبھی کاغذوں پر منتقل کر کے متحرک بصری فلم کی ابتدائی صورت دی گئی۔ 1892ء میں پیرس کے تھیٹروں کے ناظرین ان متحرک تصاویر سے

بھی انھی ساکن تصویروں کے چوکھٹوں (فریم) کی ترتیب سازی پر قائم ہے، اہل فن حضرات اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

قصہ مختصر، 1870ء میں امریکیوں اور برطانویوں نے اسے مزید ترقی دی۔ کبھی ان تصاویر کو، محض روشنی وعدسے کی مدد سے پردۂ اسکرین پر اور کبھی کاغذوں پر منتقل کر کے متحرک بصری فلم کی ابتدائی صورت دی گئی۔ 1892ء میں پیرس کے تھیٹروں کے ناظرین ان متحرک تصاویر سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ یوں اپنے ارتقاء کے ہر ہر مرحلے میں ساکن و متحرک تصاویر کا تعلق دنیائے تھیٹر اور ماہرینِ ناٹک سے قائم رہا اور یہ ایجادات اپنی روحِ اصلی سے آج تک بندھی ہوئی ہیں! (کوئی اس صنعت کو ''مسلمان'' کرنا چاہے بھی تو کیسے؟)

یوں نت نئے آلات اور قالبوں سے ڈھلتی، نکلتی یہ شبیہیں دھاتی تختیوں، کاغذ سے نکل کر روشنی اور برقی شعاعوں کے دوش پر سفر کرتی ہوئی سینما گھروں میں پہنچیں۔ ٹیلی مواصلات نے ارتقاء حاصل کیا تو یہ ٹی وی سے نشر ہونے لگیں، پھر انھیں محفوظ کرنے کے لیے پہلے مقناطیسی فیتے والی شریط (ویڈیو کیسٹ) اور بعد میں ہندسی پٹیوں (ڈی وی ڈی اور سی ڈی) وغیرہ جیسی ایجادات کا سہارا لیا گیا۔ یہ اس وقت ہوا جب کمپیوٹر کا دور آیا اورِ ہندسی (ڈیجیٹل) تصاویر (ساکن و متحرک) پردۂ عالم پر نمودار ہوئیں۔ اب یہ آلودگی ٹیلی فون، موبائل فون اور دستی گھڑیوں تک میں سرایت کر گئی ہے اور شاید مستقبل قریب میں انھیں ہوا کے دوش پر لہراتا، بل کھاتا بھی دیکھا جا سکے گا۔

یہ تو ہوا تصویری صنعت کا ارتقائی سفر۔ اب ایک نظر اس پر کہ اباحیت کے اس دروازے کو دنیائے اسلام میں اوّلاً کیونکر کھولا گیا کہ جہاں سے دینی حلقوں میں بھی تجدد کا آغاز ہوا۔

دینی حلقوں میں تصویری تجدّد کا آغاز کہاں سے ہوا؟

علامہ یوسف بنوریؒ کی گواہی

تصویر سازی کا فن جب کلاسیکی مصوری کے دور سے آگے نکل کر، سائنسی ایجادات کے کاندھے پر سوار ہو کر انیسویں صدی میں اہل مغرب اور پھر بیسویں صدی میں مسلم دنیا میں عود آیا تو اُس وقت کے ربانی علماء نے نصوصِ شرعیہ کی روشنی میں اسے بھی پہلے ادوار کی تصویر سازی کی طرح حرام اور گناہ کبیرہ قرار دیا، لیکن تجدد پسندی و مغرب سے مرعوبیت نے اس سیلاب کے

آ گے موجود بند کھول دیے۔ عظیم محدث علامہ سیّد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (1977-1908) تاریخ کے اس موڑ کی گواہی دُکھے دل کے ساتھ ان الفاظ میں دیتے ہیں:

''حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تصویر سازی پر جو شدید وعید آئی ہے وہ ہر جاندار کی تصویر میں جاری ہے اور تمام اُمت جان دار اشیاء کی تصاویر کی حرمت پر متفق ہے۔ لیکن خدا غارت کرے اس مغربی تجدد کو کہ اس نے ایک متفقہ حرام کو حلال ثابت کرنا شروع کر دیا۔ اس فتنۂ اِباحیت کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا مرکز مصر اور قاہرہ تھا۔ چنانچہ آج سے نصف صدی پہلے قاہرہ کے مشہور شیخ، شیخ محمد نجیب مطیعی نے جو شیخ الازہر بھی تھے ''اباحة الصُّوَر الفوتوغرافية'' کے نام سے ایک رسالہ تالیف کیا تھا، جس میں انھوں نے کیمرے کے فوٹو کے جواز کا فتویٰ دیا تھا۔ اس وقت عام علمائے مصر نے ان کے فتوے کی مخالفت کی، حتیٰ کہ ان کے ایک شاگرد رشید علامہ شیخ مصطفیٰ حمام نے اپنی کتاب ''النهضة الاصلاحية لأسرة الاسلامية'' میں اس پر شدید تنقید کی اور اس کتاب میں صفحہ 260 سے صفحہ 268 اور صفحہ 310 سے صفحہ 328 تک اس پر بڑا بلیغ ردّ لکھا، ایک جگہ وہ لکھتے ہیں:

''تمام اُمت کے گناہوں کا بار شیخ کی گردن پر ہوگا کہ انھوں نے تمام اُمت کے لیے شر اور گناہ کا دروازہ کھول دیا''۔

اُسی زمانے میں مولانا سیّد سلیمان (1955-1884) کے قلم سے ماہنامہ ''معارف'' میں ایک طویل مقالہ شیخ مطیعی کے رسالے کی روشنی میں نکلا۔ اُس وقت امام العصر مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی اور اس مضمون سے واقف ہوئے تو آپ کی تحریک پر آپ کے تلامذہ میں سے حضرت مولانا محمد شفیع صاحب نے ماہنامہ ''القاسم'' میں (جو دارالعلوم دیو بند کا ماہنامہ تھا) اس پر تردیدی مقالہ شائع فرمایا وہ مقالہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی رہنمائی میں مرتب ہوا، جسے بعد میں ''التسوير لاحكام التصاوير'' کے نام سے حضرت مفتی صاحب نے شائع فرمایا۔ یہ واضح رہے کہ حضرت سید (سلیمان ندوی) صاحب

کے لیے نصف چھوٹے فوٹو کو اس سے مستثنیٰ کرنا ہوگا، اس (پاسپورٹ والے فوٹو) کا گناہ ان لوگوں کے ذمے ہے جن کی طرف سے یہ مجبوریاں عائد کی گئی ہیں، اس لیے یہ واضح رہے کہ میرا مسلک یہی ہے کہ فوٹو بلا ان خاص ضرورتوں کے ناجائز اور حرام ہے۔ اگر میری بے خبری میں، چالاکی سے کسی نے (میرا) فوٹو لے لیا تو اس کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔

اگرچہ اس ملعون فن سے اسلامی معاشرے میں نفرت عام نہیں رہی، ناواقف عوام اسے معمولی اور ہلکی چیز سمجھنے لگے ہیں اور کچھ لوگ تو اس کے جواز کے لیے بھی حیلے بہانے تراشنے لگے ہیں، لیکن کون نہیں جانتا کہ کسی معصیت کے عام ہونے یا عوام میں رائج ہونے سے وہ معصیت ختم نہیں ہو جاتی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے کسی چیز کو جب حرام قرار دے دیا تو اس کے بعد خواہ سو بہانے کیے جائیں، مگر اس کے جواز کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ آج کل سود، بیمہ اور اسی قسم کی بہت سی چیزیں جنھیں مغربی تہذیب وتمدن کی بد دینی نے جنم دیا ہے، ہمارے جدید تمدن میں گھس آئی ہیں اور اب پوری طرح ان کا رواج ہے لیکن کون مسلمان ہوگا جو یہ کہنے کی جرأت کرے کہ یہ سب جائز ہیں؟ ہاں! یہ ممکن ہے کہ گناہ میں عمومِ بلوہ کی وجہ سے آخرت کی سزا میں کچھ تھوڑی بہت تخفیف ہو جائے، اس کا علم حق تعالیٰ ہی کو ہے''۔ (''اباحیت کا فتنہ ___ تصویر کے فتنہ انگیز نتائج''، محدث العصر مولانا سید یوسف بنوری (جمع وترتیب عبدالرحمٰن یوسفی) بحوالہ ماہنامہ بینات کراچی محرم الحرام 1427ھ)

(جاری ہے)

زندگی انساں کی ہے مانند مرغِ خوش نوا
شاخ پر بیٹھا، کوئی دم چہچہایا، اُڑ گیا
آہ! کیا آئے ریاضِ دہر میں ہم، کیا گئے!
زندگی کی شاخ سے پھوٹے، کِھلے، مُرجھا گئے

علامہ اقبال

الارض

(قرآن حکیم کی روشنی میں)

2

ڈاکٹر محمد سرشار خان

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے کس طرح زمین کو مستقر اور فرش بنایا، یہاں ہم مثال کے طور پر چند موٹی موٹی باتوں کا ذکر کریں گے۔

زمین کا حجم اور کشش ثقل زمین اگر اپنے موجودہ سائز سے محض 15 فٹ بڑی ہوتی تو فضا میں کرہ ہوائی گھٹ کر چند میل رہ جاتا۔ فضا میں آکسیجن کی مقدار زمین میں جذب ہو کر کم ہو جاتی اور ہوا میں میتھین اور امونیا گیسیں بہت زیادہ مقدار میں جمع ہو جاتیں یوں اس کثیف کرہ ہوائی میں زندگی کا وجود مشکل ہو جاتا۔ اسی طرح اگر کرۂ ارض کی کثافت اور حجم 15 فٹ کم ہوتا تو کرہ ہوائی میں شامل زندگی کے لئے ضروری گیسوں کو کم کشش ثقل کی وجہ سے خلا میں فرار ہونے کا موقع مل جاتا۔ اسی طرح اگر زمین کا سائز بڑا ہوتا تو پانی بخارات بن کر اوپر اٹھ کر بادلوں کی شکل اختیار نہ کرسکتا۔ زمین کا سائز کم ہونے کی صورت میں بخارات بن تو جاتے لیکن کم کشش ثقل کی وجہ سے بارش بن کر زمین پر نہ آتے۔

سورج سے فاصلہ اگر یہ فاصلہ زیادہ ہوتا تو یہاں بہت زیادہ سردی ہوتی اور اگر کم ہوتا تو شدید گرمی اور بارش کا چکر جاری نہ رہنے کی بنا پر یہاں زندگی ناممکن ہوتی۔ اسی طرح سورج کا درجہ حرارت اگر 12000C کی بجائے 6000C ہوتا تو زمین برف کا گولہ ہوتی اور اگر سورج کا درجہ حرارت 18000C ہوتا تو تمام زمین گرمی سے جلنے لگتی۔

محور پر گردش کا دورانیہ اگر شب و روز کا دورانیہ 24 گھنٹے کی بجائے زیادہ ہوتا تو دن کو شدید گرمی اور رات کو شدید سردی کی وجہ سے زندگی محال ہوتی۔ اگر یہ دورانیہ 24 گھنٹے کی بجائے 12-10 گھنٹے کا ہوتا تو مختلف علاقوں میں درجہ حرارت کے فرق سے تیز ہواؤں کے طوفان معمول ہوتے اور ہر طرف ابتری کا سماں رہتا۔

زمین کے محور کا جھکاؤ زمین سورج کے حوالے سے 23.5 ڈگری کا زاویہ بناتی ہوئی فضا میں جھکی اپنے محور کے گرد گھوم رہی ہے۔ اسی جھکاؤ کی وجہ سے زمین پر چار موسم ظہور پذیر ہوتے ہیں جو قابل آبادی رقبوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ نباتات اور حیوانات کی گونا گوں اقسام کی وجہ بھی بنتے ہیں۔ اگر زمین اس مخصوص زاویے کی بجائے 4 یا 5 ڈگری کم یا زیادہ جھکی ہوتی تو قطبین پر ہمیشہ اندھیرا چھایا رہتا۔ سمندر کے بخارات شمال اور جنوب کی طرف سفر کرتے اور زمین پر یا تو برف کے ڈھیر ہوتے یا صحرائی میدان۔

قشر ارض کی موٹائی گرم پگھلے لاوے کے اوپر موجود ٹھوس پرت (Earth Crust) اگر زیادہ موٹی ہوتی تو بہت زیادہ آکسیجن زمین میں منتقل ہو جاتی اور آتش فشانی عمل بہت کم ہوتا جس سے ضروری مادے سطح زمین تک نہ آتے اور اگر یہ پرت پتلی ہوتی تو جگہ جگہ زلزلوں اور آتش فشانی عمل سے زندگی متاثر ہوتی۔

چاند کا زمین سے فاصلہ اگر یہ فاصلہ زیادہ ہوتا تو زمین کے مدار کے ٹیڑھے پن کے باعث ہونے والی تبدیلیاں موسموں کو غیر مقام پذیر (unstable) کر دیتیں اور اگر یہ فاصلہ کم ہوتا یا چاند کا سائز بڑا ہوتا تو سمندروں، کرہ ہوائی اور گردشی دورانیے پر مدو جزر کے اثرات بھی بہت شدید ہوتے۔

نوٹ: چاند پر روشنی اور حرارت سورج کی دھوپ کی وجہ سے ہے اور ایسا صرف چاند کے زمین کی طرف والے حصے پر ہوتا ہے۔ جبکہ اس کا دوسرا رُخ جو ہمیشہ ہماری نگاہوں سے اوجھل رہتا ہے، بے حد سرد اور تاریک ہے۔ چاند پر بادل پانی اور ہوا وغیرہ کا کوئی نشان نہیں۔ اس پر 2 ہفتے کا دن ہوتا ہے اور 2 ہفتے کی رات۔ اس طرح وہ شدید گرمی اور شدید سردی کی کیفیت سے گزرتا رہتا ہے۔

زمین کا مقناطیسی میدان یہ زمین کے لیے زبردست اہمیت کا حامل نظام ہے۔ زمین کے گرد یہ مقناطیسی میدان زمین کے قلب (Core) کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ زمینی قلب لوہے اور نکل جیسے بھاری عناصر پر مشتمل ہے۔ اندرونی قلب ٹھوس ہے جبکہ بیرونی حصہ (outer core) مائع ہے۔ قلب کی یہ دونوں تہیں ایک دوسرے کے ساتھ مسلسل حرکت کرتی رہتی ہیں، جس کی وجہ سے زمین کا مقناطیسی میدان پیدا ہوتا ہے۔ سطح زمین سے ہزاروں میل اوپر تک پھیلا ہوا یہ مقناطیسی میدان زمین کو خلا سے آنے والی خطرناک اور ہلاکت خیز شعاعوں سے بچائے رکھتا ہے اور زمین کے اوپر ایک چھتری کی طرح کام کرتا ہے۔ اگر یہ حفاظتی چھت نہ ہوتی تو سورج اور دیگر ستاروں سے آنے والی خطرناک شعاعیں زمینی حیات کو کب کا ختم کر چکی ہوتیں۔

یہ نظام اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس سیارے کو محفوظ رکھنے کے لئے خصوصی طور پر تشکیل دیا ہے۔ فرمانِ ربانی ہے

> ”اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا۔ مگر یہ ہیں کہ ہماری نشانیوں کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے“۔ (الانبیاء: آیت 32)

البیڈو (Albedo) (سطح زمین پر پہنچنے والی مجموعی روشنی اور اس کی واپس منعکس ہونے والی مقدار کی باہمی نسبت) اگر منعکس ہونے والی روشنی کی مقدار زیادہ ہوتی تو حرارت کم ہونے کی بنا پر برفانی عہد قائم رہتا اور اگر روشنی کم منعکس ہوتی تو زمین تک آنے والی حرارت شدید گرین ہاؤس ایفیکٹ (Green House Effect) کی بنا پر زمین میں ہی مقید ہو کر رہ جاتی۔

ہوا میں آکسیجن اور نائٹروجن کا باہمی تناسب اگر فضا میں آکسیجن زیادہ ہوتی تو ترقی یافتہ زندگی کے لئے تعاملات بہت تیز رفتاری سے ہوتے اور دنیا میں آتشزدگی کے واقعات بے حد بڑھ جاتے۔ اگر آکسیجن موجودہ سطح سے کم ہوتی تو زندگی بہت سست روی سے پروان چڑھتی۔

کرۂ ہوائی میں کاربن ڈائی آکسائیڈ اور آبی بخارات کی مقداریں

کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس اور آبی بخارات زمین کے درجہ حرارت کو اعتدال پر رکھنے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ اور آبی بخارات زیادہ

ہوجائیں تو گرین ہاؤس ایفیکٹ (Green House Effect) کی وجہ سے یہ زمین تک پہنچنے والی گرمی کو واپس فضا میں نہیں جانے دیں گے، جس کی وجہ سے زمین کا درجہ حرارت بہت بڑھ جائے گا لیکن اگر ان کی مقدار کم ہوگی تو زمینی حرارت فضا میں واپس جا کر زمین کو سرد کردے گی۔ قدرت کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس اور آبی بخارات کی نہایت کمپیوٹرائزڈ طریقے سے کمی بیشی کر کے زمینی حرارت کو زندگی کے لئے درکار درجہ حرارت کی حدود کے اندر رکھتی ہے۔

فضا میں اوزون کی مقدار اگر فضا میں اوزون کی مقدار بہت زیادہ ہوتی تو سورج سے آنے والی حرارتی شعاعوں کو روک لینے کی وجہ سے زمین کا درجہ حرارت بہت کم رہتا اور اگر اس کی مقدار موجودہ مقدار سے کم ہوتی تو حرارت اور خطرناک بالائے بنفشی شعاعوں (Ultra Violet Rays) کی بہت زیادہ مقدار زمین تک پہنچ جاتی جن کی موجودگی میں زندگی کی نشو ونما ناممکن ہوجاتی۔

زلزلیاتی سرگرمیاں (Seismic Activities) زمین کا حرارتی انجن زلزلیاتی سرگرمیوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ اگر یہ سرگرمیاں زیادہ تیز ہوتیں تو زندگی کی بیشتر اقسام نابود ہوجاتیں یا وجود میں ہی نہ آتیں اور اگر یہ سرگرمیاں موجودہ سطح سے کم ہوتیں تو دریائی بہاؤ کے ساتھ سمندری تہہ تک پہنچنے والے اہم غذائی اجزاء بازیافت (recycle) ہوکر چٹانوں میں اٹھان (Tectonic Uplift) کی بدولت پہاڑ بن کر براعظموں میں پھر سے شامل نہ ہوتے۔

سمندر اگر سمندر محض 10 فٹ مزید گہرے ہوتے تو فضا میں موجود تمام آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کر لیتے اور خشکی پر کوئی زندگی نہ ہوتی۔ اگر سمندر کم گہرے ہوتے اور رقبے میں بھی کم ہوتے تو زندگی کے لئے درکار مناسب درجہ حرارت کو برقرار رکھنا ممکن نہ ہوتا۔

زندگی کے لئے درکار ضروری اجزاء کی فراہمی

زندگی کے لئے درکار تمام تر اجزا مناسب اور نپی تلی مقدار میں زمین میں موجود ہیں۔

حیوانات اور نباتات کا 99 فیصد حصہ درج ذیل اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے

آکسیجن 60 فیصد کاربن 20 فیصد

ہائیڈروجن	10 فیصد	کیلشیم	2.5 فیصد
فاسفورس	1.14 فیصد	کلورین	0.16 فیصد
گندھک	0.14 فیصد	پوٹاشیم	0.11 فیصد
سوڈیم	0.10 فیصد		

اس کے علاوہ فولاد، مینگنیز، تانبا، آیوڈین، کوبالٹ، کرومیم وغیرہ بھی قلیل مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ کچھ اجزاء کی مقدار نہایت قلیل ہے۔ مگران کے بغیر زندگی روئے زمین پر پنپ نہیں سکتی۔ کیونکہ زندگی کے پیچیدہ عمل میں ان اجزاء کا بہت اہم کردار ہے۔

کرۂ ہوائی کرہ ہوائی ہوا کا وہ غلاف ہے جو ارضی کشش ثقل کی وجہ سے زمین کے گرد اگرد موجود ہے۔ یہ غلاف زمینی حیات کو برقرار رکھنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے دباؤ کی وجہ سے ہی پانی مائع حالت میں رہتا ہے۔ ورنہ یہ ذرا سی حرارت سے سارے کا سارا بخارات میں تبدیل ہوجاتا۔ اس کی اوزون کی تہہ خطرناک شعاعوں کو زمین تک پہنچنے سے روکتی ہے۔ اسی غلاف کی وجہ سے سورج کی حرارت زمین پر قائم رہتی ہے (Green House Effect)۔ اس کے علاوہ یہ دن اور رات کی درجہ حرارت کی انتہاؤں (Diurnal temperature variations) کو اعتدال پر رکھنے میں مدد دیتا ہے۔

فضائی تہیں (Atmospheric Layers) فضائی سائنس دانوں نے کرہ ہوائی کو پانچ تہوں میں تقسیم کر رکھا ہے، جس کی بنیاد درجہ حرارت کی کمی بیشی ہے۔ بعض علما کے نزدیک ان تہوں کی تعداد سات ہے، جن سے گزر کر کوئی چیز زمین تک پہنچتی ہے۔

زمین کی سطح سے اوپر کی طرف ان تہوں کی ترتیب اس طرح ہے:

Troposphere: یہ سطح زمین سے اوپر قطبین پر 7-8 کلومیٹر جبکہ خط استوا پر 17-18 کلومیٹر تک بلند ہے۔ بارش، بادل اور موسم وغیرہ اسی تہہ میں تشکیل پاتے ہیں۔ اس کا درجہ حرارت ہر کلومیٹر بلندی کے ساتھ 5-6 C کم ہوتا جاتا ہے۔ ہوا کا 90 فیصد حصہ اسی تہہ میں موجود ہوتا ہے۔

Stratosphere: یہ زمین سے 50 کلومیٹر تک بلند ہوتا ہے۔ اوزون کی تہہ بھی اسی حصے

میں ہوتی ہے، جسے Ozone Layer کہتے ہیں۔اس تہہ کا پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔اس حصہ یا تہہ میں اوزون کا بالائے بنفشی شعاعوں کے جذب کر لینے سے درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔

Mesosphere: اس تہہ میں درجہ حرارت بہت کم ہو جاتا ہے۔(90C-تک)

Thermosphere: اس میں درجہ حرارت پھر بڑھ جاتا ہے۔کیونکہ سورج سے آنے والی شدید طاقت کی بالائے بنفشی شعاعوں اور ایکس ریز کے انجذاب سے فضا بہت گرم ہو جاتی ہے۔

Ionosphere: تھرموسفیر کے 80 کلومیٹر سے بلند علاقے کو آئنوسفیر کہتے ہیں۔طاقتور شمسی شعاعیں یہاں گیسوں (ہوا) کے سالموں اور ایٹموں کو برق پاروں (ions) میں تبدیل کر دیتی ہیں۔یہ ریڈیو کی شارٹ ویولہروں کو منعکس کر کے زمین پر بھیج دیتے ہیں جس کی وجہ سے ہم دور دراز سے ریڈیو کی نشریات سن سکتے ہیں۔

Exophere: یہ 500 کلومیٹر اوپر سے شروع ہو کر 10 ہزار کلومیٹر تک بلند ہے۔اس میں فضا کا محض 0.02 حصہ پایا جاتا ہے۔یہاں سے گیسوں کے ایٹم خلا میں بھی چلے جاتے ہیں۔

Magnetosphere: یہ فضائی تہہ کی بجائے مقناطیسی میدان کی تہہ ہے، جو زمین جسے ایک عظیم مقناطیس بھی کہا جا سکتا ہے، کے گرد 3 ہزار کلومیٹر سے لے کر 16000 کلومیٹر کی بلندی تک موجود ہے۔یہ زمین کو متعدد خلائی آفات سے محفوظ رکھتی ہے۔

سات آسمان

”وہ (اللہ ہی) ہے کہ جس نے زمین پر تمہارے لئے ہر چیز تخلیق کی پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور اسے سات آسمانوں (تہوں) میں ترتیب دیا۔وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے“۔(سورۂ بقرہ: آیت 29)

قرآن حکیم میں لفظ سموات یا سما نہ صرف تمام کائنات بلکہ زمینی آسمان (کرہ ہوائی) کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔لہٰذا کرہ ہوائی کی ترکیب و تشکیل کے متعلق علم رکھنے والے شخص کے ذہن میں یہ تاثر اُبھرتا ہے کہ شائد اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں زمین کے گرد بنی مندرجہ بالا تہوں کا ذکر کیا ہے جو ایک دوسرے کے اوپر بچھی ہوئی ہیں۔آیت کے الفاظ پر ایک بار پھر غور کریں۔یہی محسوس ہوگا کہ یہ زمین کے بالائی حصے کی تشکیل کا ذکر ہے۔کیونکہ اگر زمین پر

پھر غور کریں۔ یہی محسوس ہوگا کہ یہ زمین کے بالائی حصے کی تشکیل کا ذکر ہے۔ کیونکہ اگر زمین پر زندگی کے لئے ہر ضروری چیز موجود ہوتی لیکن فضا یا آسمانِ دنیا مخصوص طریقے سے نہ تشکیل دیا ہوتا تو زندگی پھر بھی ناممکن تھی۔

سبع طرائق کیا ہیں؟

اَلَمْ تَرَوْا کَیْفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِیْھِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا (سورۃ نوح: آیت 16-15)

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کس طرح سات آسمانی طبقات اوپر تلے پیدا کر رکھے ہیں اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَکُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ وَمَا کُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِیْنَ

(سورۃ مومنون: آیت 17)

ہم نے تمہارے اوپر سات گزرگاہیں بنائیں اور ہم (کائنات کی) مخلوق اور اس کی حفاظت کے تقاضوں سے بے خبر نہ تھے۔

حالیہ چند دہائیوں میں فلکی طبیعات کے میدان میں ہونے والی دلچسپ اور حیران کن دریافتوں نے کائنات کے بارے میں نظریات کو کافی حد تک بدل کر رکھ دیا ہے۔ ترکی کے نامور محقق ڈاکٹر نور ہلوک باقی کے مطابق کائنات متنوع مقناطیسی تہوں کی عکاسی کرتی ہے۔ اگر ہم زمین سے کائنات کی وسعتوں کی طرف نظر دوڑائیں تو درج ذیل سات حلقوں، تہوں یا آسمانوں کی ترتیب نظر آتی ہے۔

1- پہلا آسمان۔ وہ خلائی میدان جس کی بنیاد ہم اپنے نظامِ شمسی کے ساتھ مل کر رکھتے ہیں۔

2- دوسرا آسمان۔ ہماری کہکشاں کا خلائی میدان ہے جس میں کم از کم تین چار کھرب ستارے یا سورج ہیں۔

3- تیسرا آسمان۔ ہمارے کلسٹر (cluster) (مقامی کہکشاؤں کے گروہ) کا خلائی میدان ہے۔

4- چوتھا آسمان۔ کائنات کا مرکزی مقناطیسی میدان ہے جو کہکشاؤں کے تمام گروہوں (clusters) کے مجموعے سے تشکیل پاتا ہے۔

5- پانچواں آسمان۔ اس کائناتی پٹی پر مشتمل ہے جو قواسرز (Quasars) بناتے ہیں جنہیں ہم ستاروں کے بیج بھی کہتے ہیں۔

6- چھٹا آسمان۔ پھیلتی ہوئی کائنات کا میدان ہے جسے رجعت قہقری (پیچھے ہٹتی ہوئی) نئی کہکشائیں بناتی ہیں۔

7- ساتواں آسمان۔ سب سے بیرونی میدان ہے جو کہکشاؤں کی لامحدود بیکرانی سے تشکیل پاتا ہے۔

درج بالا آسمانی تہوں کے درمیان ناقابل تصور فاصلے ہیں۔ مثلاً ہمارے اپنے یا پہلے آسمان کی حدیں 65 کھرب کلومیٹر تک پھیلی ہوئی ہیں۔ چھٹا آسمان 20 ارب نوری سال دور ہے اور ساتویں آسمانی تہہ اس سے بھی کئی گنا آگے ہے۔ جس کا اندازہ کرنا محال ہے۔ بہرحال یہ انسانی قیاس آرائیاں ہیں۔ آسمانوں سمیت ہر چیز کی حقیقت وہی علیم وحکیم جانتا ہے۔

زمین حرکت میں ہے

قرآن مجید میں حرکتِ زمین پر کئی آیات ہیں

''تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا''۔ (سورۃ طٰہٰ: آیت 53)

گہوارے ایک تو وہ ہیں جو گول دائرے میں گھومتے ہیں اور ایک وہ جو آگے پیچھے حرکت کرتے ہیں۔ ہر دو قسم کے گہواروں میں حرکت موجود ہے۔

اسی طرح سورۃ نحل آیت 15 میں ارشاد ہے:

''ہم نے زمین میں پہاڑ ڈال دیے ہیں کہ وہ تمہیں ساتھ لے کر بھاگ نہ جائے''۔

زمین کی حرکت میں اعتدال وتوازن، موسموں میں تنوع، بارش، معدنیات اور دیگر بے شمار مصلحتوں کے ساتھ ساتھ پہاڑوں نے مائع لاوے پر جمے عظیم تودوں (Tectonic plates) کو آپس میں جوڑ رکھا ہے۔ یہ عظیم تودے اب بھی آہستہ آہستہ حرکت کر رہے ہیں جن سے پہاڑوں کے بننے کا عمل جاری رہتا ہے۔ بھاگ جانے کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین کسی جگہ ٹھہری ہوئی نہیں بلکہ تیزی سے حرکت میں ہے۔

قرآن حکیم میں 1400 سو سال پہلے ہی انسان کو صاف صاف بتا دیا گیا تھا کہ تمام

اجرامِ فلکی حرکت میں ہیں۔ سورۃ زمر آیت 5

''اللہ نے زمین و آسمان پیدا کیے رات کو دن میں اور دن کو رات میں تبدیل کیا اور آفتاب و ماہتاب کو مسخر کیا۔ یہ تمام ایک معین معیاد تک محو حرکت رہیں گے......''

دو سمندروں کے درمیان پردہ

''اور وہی ہے جس نے ملایا دو دریاؤں کو۔ ایک کا پانی شیریں اور خوشگوار اور دوسرے کا نہایت شور و تلخ اور ان کے درمیان اس نے ایک پردہ اور ایک مضبوط بند کھڑا کر دیا''۔ (سورۃ الفرقان)

اس بارے میں کئی تفاسیر موجود ہیں اور اپنی جگہ پر درست ہیں۔ مثلاً زمین میں موجود میٹھے اور کھاری پانی کے ذخیرے جو آپس میں غلط ملط نہیں ہوتے۔ قطبین پر جمی برف کے پگھلنے سے تازہ میٹھے پانی کی پیدا ہونے والی بحری روئیں جن سے بحری مسافر پانی حاصل کر سکتے ہیں۔

اسی طرح سورۃ الرحمٰن آیت نمبر 55 میں ارشاد ہے:

''دو سمندروں کو اس (اللہ) نے چھوڑ رکھا ہے کہ باہم مل جائیں۔ پھر بھی ان کے درمیان پردہ حائل ہے۔ جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے''۔

جبل طارق کی تنگ آبنائے Gibraltar's Narrow Strait جو کہ بحر روم کو بحر اوقیانوس سے ملاتی ہے صرف ساڑھے چودہ کلومیٹر چوڑی ہے۔ یہ جبل طارق کے جنوبی ساحلوں (مراکش) اور شمالی ساحلوں (اسپین) کو اس بحری راستے سے ملاتی بھی ہے۔

مشہور فرانسیسی سائنسدان کوسٹیو (Jacques Cousteau) نے جو سمندر کے اندر پانی میں تحقیقات کے لئے مشہور ہے، یہ دریافت کیا کہ بحر روم اور بحر اوقیانوس کیمیاوی اور حیاتیاتی لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس کی تحقیق کے مطابق اس جگہ سمندری پانیوں میں بڑے بڑے تازہ میٹھے پانی کے چشمے اُبلتے ہیں۔ یہ چشمے ایک دوسرے کی طرف 45 ڈگری کے زاویے پر تیزی سے بڑھتے ہوئے ایک ڈیم کی طرح کنگھی کے دندانوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اس عمل سے بحر روم اور بحر اوقیانوس اندر سے ایک دوسرے میں (باقی برصفحہ 62)

ریاستِ مدینہ

مولانا محمد انور چیمہ
MSC(Agri)وفاضل علوم دینیہ جھنگ

ریاستِ مدینہ سے کیا مراد ہے؟ ریاستِ مدینہ کی جغرافیائی اور نظریاتی حدود کیا ہیں؟ ان سب سوالوں کا جواب دینے کے لیے کونسے دستور کو فالو کریں گے؟ ریاست ہر لحاظ سے اپنے دستور کی محتاج ہوتی ہے۔ ریاست مدینہ کو دنیا میں اس لحاظ سے انفرادیت حاصل ہے کہ اس کا دستور آسمانی ہے، جس پر کثرتِ رائے یا قلّت رائے اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ اس آسمانی دستور میں ردّو بدل یا ترمیم و تنسیخ کا قانون ساز اسمبلی کے پاس قطعی کوئی حق نہیں۔ یہ دستور قرآن حکیم کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔

اس دستور کا کمال یہ ہے کہ اس کا پہلا پیرا گراف پورے دستور کا خلاصہ ہے اور یہ پیرا سورۃ الفاتحہ ہے اور ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے کہ اسے زبانی یاد رکھے جس شخص کو سورۃ فاتحہ زبانی یاد نہ ہو اور نہ زبانی یاد کرنے کی کوشش کرے اور پھر اپنے آپ کو مسلمان کہے تو ایسا شخص مسلمانوں سے دھوکہ کر رہا ہے۔ یہ سورہ اس لیے اتنی ضروری ہے کہ ریاست مدینہ کے دستور کا ڈھانچہ (out line) ہے۔ اس کو زبانی یاد کیے بغیر آدمی پانچ وقت کی نماز نہیں ادا کرسکتا۔ یہ ایسا دستور ہے کہ جب تک انسان کا اس جہاں میں آنا جانا لگا رہے گا مکمل ضابطہ حیات فرض عین متصور ہوگا۔ اپنی جغرافیائی حدود کا خود تعین فرماتا ہے

ہر ملک ملکِ ما است   کہ ملکِ خدائے ما است

قرآن ایک ایسا دستور ہے کہ کسی دوسرے دستور کو برداشت نہیں کرتا کیوں کہ دستور ریاست مدینہ خود ہرکس وناقص کے حقوق کا محافظ ہے۔ لا اِلٰہ اِلا اللہ کے منکر کو بھی حقوق مہیا کرتا ہے۔ صرف باغیانہ ذہن کو برداشت نہیں کرتا۔

ریاست مدینہ شورائی نظامِ حکومت سے چلائی جاتی رہی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اہل الرائے اور فقیہ صحابہ کرام سے مشورہ لیا کرتے۔ معاملہ فہم اہل الرائے صحابہ کرام پر مشتمل ایک مجلس شوریٰ قائم تھی۔ اس کے مقابلے میں مغربی طرز جمہوریت لوگوں کے حقوق غصب کرتی ہے جو دہشت گردی کا سب سے بڑا سبب ہے۔ مغربی جمہوری طرز حکومت میں عوام الناس حکومت سے لاتعلق اور متنفر رہتی ہے حقوق غصب ہونے کی وجہ سے حکومت عوام کی دعاؤں سے محروم رہتی ہے۔ موجودہ حکومت شاید مہنگائی کی وجہ سے غریب عوام کی دعاؤں سے محروم ہے جس وجہ سے حکومت ڈانواں ڈول ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ دستور کی اسلامی دفعہ 62-63 پر مٹی ڈال دی گئی ہے جس حکومت کو معاملہ فہم، اہل الرائے اور فقہاء کرام میسر نہیں اور مفاد پرست لوگ ریاست مدینہ کے دستور سے لابلد اقتدار کے اردگرد اکٹھے ہو گئے ہوں۔ دستور یہ ہے انَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقَاکُمۡ، (اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے) جو ریاست مدینہ کی بنیاد ہے۔

حکام، وزرا اور مشیروں کے انتخاب کا معیار ہی ریاست مدینہ میں یہ تھا کہ قرآن وسنت کے کون کتنا قریب ہے۔ خاص طور پر یہ دیکھا جاتا کہ دستور ریاست یعنی قرآن مجید کس کو کتنا زیادہ زبانی یاد ہے اور انتخاب کے بعد حکام کی تربیت فرمائی جاتی ان سب صلاحیتوں کو چیک کرنے کے بعد حکمرانی کے دائرہ میں داخل کیا جاتا اور وقتاً فوقتاً چیکنگ ہوتی۔ اس کی مثال عرض کرتا ہوں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو صوبہ حمص کا گورنر بنا کر بھیجا، کچھ عرصہ بعد خلیفہ وقت خود صوبہ حمص تشریف لے گئے اور لوگوں سے پوچھا آپ کا گورنر کیسا ہے کوئی شکایت ہے؟ لوگوں نے شکایات کیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ گورنر صاحب ایک دن دفتر میں دیر سے آتے ہیں جس سے سائلوں کو پریشانی ہوتی ہے۔ خلیفہ وقت نے حضرت سعید گورنر سے جواب طلبی فرمائی تو حضرت سعیدؓ نے عرض کیا حضور شکایت درست ہے لیکن میری

عرض یہ ہے کہ میرا کوئی خادم نہیں ہے اور میرے پاس کپڑوں کا ایک ہی جوڑا ہے جسے میں خود دھوتا ہوں اور اس کو سوکھنے میں دیر لگ جاتی ہے۔ ریاست مدینہ کے عہدیدار اس دیانت داری کے حامل ہوتے ہیں۔ منہ سے کہہ دینا آسان ہے کر کے دکھانا کارے دارد۔

چوں می گویم مسلمانم بلرزم کہ دانم مشکلاتِ لاالٰہ را

منہ سے یہ کہنا کہ یہ ساری مشکلات سابقہ حکومت کی پیدا کردہ ہیں، آسان بات ہے۔ ریاست مدینہ کی تاریخ پڑھیں۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد حالات کتنے دگرگوں ہو گئے تھے، وصال مبارک خود ایک بہت بڑا صدمہ تھا، جگہ جگہ منافقین کا فتنہ کھڑا ہو گیا، جھوٹے مدعیانِ نبوت کا فتنہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ارتداد کا سیلاب برپا ہونے سے بغاوت اور قبائلی عصبیت نے سر اٹھالیا، مانعینِ زکوٰۃ نے فتنہ برپا کر دیا۔ مدینہ منورہ کے علاوہ سارے ملک میں ایک باغیانہ ماحول پیدا ہو گیا۔ یہ سب پریشانیاں خلیفہ وقت اور ان کے معاونین کے استقلال میں ذرا خم نہ لاسکیں۔ اگر ریاست مدینہ کا خواب دیکھنا ہے تو معیاری لوگ کو ساتھ ملائیں، علماء و مشائخ حق، حفاظ و قراء کی خدمات حاصل کریں۔ ریاست مدینہ میں ایک معیار مقرر ہے، مثال عرض کرتا ہوں ایک دفعہ کسی معرکہ پر فوج بھیجی گئی تو ایک تھوڑی عمر کا سپہ لار مقرر فرمایا۔ عرض کی گئی کہ بڑے سینئر سالاروں کی موجودگی میں کم عمر کے ہاتھ میں کمانڈ کیوں دی گئی ہے تو والی ریاست مدینہ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ قرآن اس کم عمر کے سینہ میں ہے جو اس کی مدد فرمائے گا۔ یہ تھا معیار کہ دستور کتنا کس کو یاد ہے۔

ریاست مدینہ کے دستور میں اقتدار اعلیٰ کلیتاً اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے (الحکم للہ و الملک للہ) جس ملک میں پارلیمنٹ بالادست ہو اور اس کے ماتحت آئین کی خلاف ورزی کی سزا موت ہو اور قرآن وسنت کی خلاف ورزی پر آئین خاموش ہو خود سوچیں ایسی حکومت کو ریاست مدینہ کا نعرہ بلند کرنے کا حق حاصل ہے؟

ریاست مدینہ کی ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ جب کوئی حکومت وقت دستور ریاست مدینہ سے انحراف کر کے کوئی اور خود ساختہ دستور اپنا لیتی ہے تو انسان درندے بن جاتے ہیں۔ حضور ﷺ سے قبل دستور خود ساختہ تھا۔ لوگ اپنی پیاری معصوم بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے، جو کل قیامت کے دن پوچھی جائیں گی کہ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔

کیونکہ رائج قانون دستورِ ریاست مدینہ سے متصادم ہے۔کس طرح ریپ کی وارداتیں عام ہیں ۔کم عمر بچیوں کو اغوا کر کے دردناک واقعے کے بعد قتل کر کے جنگل میں پھینک دینا ثابت کرتا ہے کہ جب قرآن دستور ریاست مدینہ سے ہٹ کر باغیانہ دستور اپنایا جائے تو بندے بھیڑے سے بھی بدتر کردار کے مالک بن جاتے ہیں یعنی اس کے مقابلہ میں جب رہاست مدینہ کا دستور (قرآن) یعنی نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ ہوتو بھیڑیے بندے بن جاتے ہیں۔آیئے امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں کہ جب حکمران قرآن وسنت کی خلاف ورزی سے ڈریں تو بھیڑیے بندے بن کر گذر اوقات کرتے ہیں۔مؤرخین نے اس واقعہ کو درج کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے دورِ حکومت میں ایک گڈریا اپنی بھیڑ بکریاں جنگل میں چراتا تو اس کے ریوڑ میں بھیڑیے بھی بھیڑ بکریوں کے ساتھ بہن بھائی بن کر گھومتے پھرتے دن گذارتے اور بکریوں کو کبھی گھبراہٹ نہ ہوتی کہ بھیڑیے خونخوار جانور ہیں۔خدا کی حکمت ایک دن بھیڑیا ایک بکری ریوڑ سے اٹھا کرلے گیا۔یہ دیکھ کر گڈریا پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ کر اعلان کرنے لگا۔لوگو!لوگو!عمر بن عبدالعزیز فوت ہوگئے ہیں۔یہ سن کر لوگ اکھٹے ہوئے گڈریے سے پوچھا او میاں بکری تیری تو بھیڑیا اٹھالے گیا اور تو اعلان عمر بن عبدالعزیز کی مرگ کا کر رہا ہے۔ اس نے جواب دیا بھیڑیے پر جس کا خوف تھا وہ حاکم وقت مر گیا ہے اور بھیڑیے کی خونخواری لوٹ آئی اور یقیناً وہ خوف جس کی وجہ سے بھیڑیا میری بکریوں میں بندہ بن کے رہتا تھا وہ خوف جاتا رہا۔دوسرے دن خبر آ گئی کہ عمر بن عبدالعزیز اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں۔ریاست مدینہ کی ایک یہ بھی جھلکی دیکھتے جائیں کہ جس دن عمر بن عبدالعزیز کے خلیفہ بننے کی خبر ملک میں چلی تو انھوں نے احتساب کا عمل سب سے پہلے اپنے عزیز واقرباء سے شروع کیا اور انھوں نے ناجائز کمائی سرکاری میں جمع کروادی۔ یہ مدینہ ریاست کا دستور نہیں کہ اپنے راکھویں چوروں کو اربوں کے قرضے معاف اور پرائے چوروں کو جیل بھیج دیا جائے۔وڈیرے مجرم اگر جیل میں بیمار پڑ جائیں تو بیرونِ ملک علاج کے بہانہ سے آزادی مل جائے اور غریب ملزم جیل میں گل سڑ کر مر جائے تو پرواہ نہیں۔ مدینہ ریاست کا دستور نرالا ہے کہ خلیفہ وقت رات کو گشت کر رہے ہیں ایک گھر سے بچوں کے رونے کی آواز آئی۔خلیفہ نے پوچھا بچے کیوں رو رہے ہیں ماں نے کہاں آٹا نہیں بچے بھوکے ہیں خلیفہ

نے کہا حاکم وقت کو اطلاع کیوں نہیں کی کہ آٹا نہیں ہے عورت نے کہا جس حاکم کو اپنی عوام کے گھر آٹا نہ ہونے کی خبر نہ ہو اسے والی ریاست بننے کا حق حاصل نہیں۔ یہ سن کر امیر المومنین پانی پانی ہو گیا اور بیت المال سے آٹا خلیفہ وقت اپنے کندھوں پر اٹھا کر لائے بچوں کی ماں سے معافی مانگی۔ یہ ہے ریاست مدینہ کا دستور۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں کبھی باہر دورے پر جاتے دنیا دیکھتی کہ اونٹ کی سواری پر غلام اور امیر المومنین باری باری سفر کر رہے ہیں جس ملک کے حکمران کروڑوں روپیہ مالیت کی بلٹ پروف گاڑیوں میں عوام کے ڈر سے سفر کریں تو وہ کس ریاست مدینہ کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اگر پلے سچ ہو تو ڈر کس چیز کا؟ جس ملک میں حکمرانوں کے رہائشی ذاتی بنگلے عیاشی کے اڈے شاہی خرچے سرکاری خزانہ سے بے دریغ لٹائے جائیں۔ لا اِلٰہ کی بنیاد پر حاصل کردہ ملک میں تربیت گاہوں سکولوں کالجوں میں اسلام دشمنی کے طور طریقوں کے سبق یاد کروائے جائیں دینیات کا مضمون اختیاری 50 نمبروں کا ہو اور مقابلہ میں انگریزی زبان کا پرچہ 150 نمبروں کا ہو۔ ع پھر کہے مرد ک کہ ہوں امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

معاشی نظام سود کی بنیاد پر کھڑا ہو۔ معاشرتی نظام مغربی تہذیب کے اندھے کنوئیں میں گرا پڑا ہو۔ عریانی فحاشی بے حیائی مغربی آقاؤں کی اتباع میں رواں دواں ہو۔ سیاسی نظام دین اسلام سے خالی دھونس دھاندلی کی بنیادوں پر استوار ہو۔ عدالتی نظام انگریز کا فرسودہ گھڑا ہوا آج تک رائج ہے اسلامی نظام کی بات کریں تو دہشتگری کا شبہ کریں تو یہ کسی ریاست کا دستور ہے۔

دنیا میں 58 اسلامی ممالک ہیں اگر ان سے لا اِلٰہ اِلا اللہ کا رشتہ قائم ہوتا تو آج ایک دو ممالک کی بجائے پوری اسلامی دنیا کشمیر کا ز پر ہمارے ساتھ ہوتی زبان سے ریاست مدینہ الاپنے سے ریاست مدینہ نہیں بن جاتی۔

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل　　دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

گھر سے کہہ کر چلے مدینہ جا رہا ہوں لیکن راستہ اسرائیل کا پکڑے تو تل ابیب پہنچے گا وہ مدینہ کا مسافر نہیں جس ملک کے مقتدر لوگوں کے بچے اور مال و دولت کارخانے دیارِ غیر میں ہوں انہیں اپنے ملک سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے۔ ایک دفعہ ہمارے گاؤں میں سیلاب آ گیا۔ گاؤں کا مگّھا نامی آدمی نے اپنی بیوی کو ساتھ لیا اور چارپائی سر پر رکھی حقہ ہاتھ میں لیا اور ایک ٹیلے پر بڑے

مزے سے جا بیٹھا۔ چند چودھریوں کو سانس چڑا ہوا مگھے کے پاس سے گذرے پوچھا ''اوئے مگھیا پنڈ رُڑ چلیا، تے تو ایتھے مزے نال حقہ پی ریا ایں؟''مگھے نے جواب دیا''چودھری صاحب میرے منڈے باھر دے ملک ہین، پیسے باھروں آجاندے نے۔ اَسیں کیوں پریشان ہوئیے، پنڈ رُڑ دا اے تے رُڑ جائے، ساڈا پنڈ وچ کی اے''۔اب اگر خدانخواستہ ملک پر کوئی مشکل آجائے تو نواز شریف وغیرہ کو کیا بچے باہر ہیں کارخانے بیرون ملک ہیں دوسرے مقتدر لوگوں کا بھی یہی حال ہے وہ اقتدار کے مزے اڑانے کے لیے ملک میں رہتے ہیں۔قوموں کی ترقی ظاہری اسباب کی بدولت ہوتی نظر آتی ہے یعنی خوشحالی امن چین دولت قوت وغیرہ مگر باطنی قوت کے اسباب یعنی فرشتے(لَہٗ مُعَقِّبَاتٌ مِنۡ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ مِنۡ خَلۡفِہٖ یَحۡفَظُوۡنَہٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہ) برابر ان کی مدد میں لگے رہتے ہیں صرف اس وقت تک جب تک کسی قوم کے افراد کی اکثریت اپنا چال چلن درست رکھتی ہے اس قوم کا تنزل نہیں ہوتا جب اکثریت کی نیتیں خراب ہو جائیں تو پھر قوم کا زوال شروع ہو جاتا ہے(اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ)

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی　　نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کو بدلنے کا

جس کا مزا آج ہم بذریعہ مغربی طرز جمہوریت میں اکثریتی ووٹوں کی بازی لے جانے کی صورت میں ذلت و رسوائی چکھ رہے ہیں جس ملک میں عصمت دری فحاشی و عریانی کو حقوق نسواں سمجھا جائے۔مغربی جمہوریت ہر گھر میں اتنی زور آور ہو کہ ماں کسی پارٹی اور باپ کسی پارٹی کا نمائندہ ہو تو ایسے معاشرے میں الفت نام کی نایاب دولت آسمانوں پر اٹھالی جاتی ہے۔ایسے بے الفت ملک میں حاکم وقت سے بے خوف ہو کر پروفیسروں (اساتذہ) کو ہتھکڑیاں لگائی جائیں، کلمہ حق کہنے والے 90 ہزار علماء کرام کو جیل میں ٹھونسا جائے جس ملک میں فنکشنوں (عرسوں رمیلوں) میں پیرزادوں کے سامنے کنجریاں ناچیں اور دعوتوں میں انسانوں کے ساتھ مل کر کتے چائے پئیں اور اسے ایک اعلیٰ تہذیب سمجھا جائے اور غریب آدمی کی گائے اگر حاکم وقت کے دوست کے بنگلے کے گیٹ سے مس کر جائے جس کی پاداش میں غریب تھانہ کی حوالات میں پولیس کی چھترول سے چیختا چلاتا رہے تو ایسے ملک کے سربراہ کو ریاست مدینہ کے الفاظ منہ سے نکالتے وقت ذرا حساب کتاب کر لینا چاہیے۔زبانی کلامی کشمیر کاز کا جمع خرچ کر لینا۔اقوام متحدہ میں اغیار کی زبان میں

فن خطابت کا مظاہرہ کر لینا آسان بات ہے۔ بات تو ہے کشمیر میں گرتے کو تھام لینا۔ اس طرح کے ماحول میں وقت کے حکمران کے سر پر بہت بوجھ ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں اس دردناک عذاب سے نجات کے لیے قرآن مجید رہنمائی فرماتا ہے کہ جہاد ہی نجات کا راستہ ہے

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورۃ الصّف)

”اے ایمان والو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں؟ جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلادے (وہ یہ کہ) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھو“۔

اس سے صاف پتہ چل رہا ہے نظام مصطفےٰ کا نفاذ یعنی دستور ریاست مدینہ کو تھام لینا ہی ہر مرض کی دوا ہے۔ ساری خرابیوں کی جڑ مغربی جمہوری طریقۂ انتخاب ہے۔ کوئی شریف آدمی اس طریقہ انتخاب سے کامیاب ہو کر ملک وملت کی خدمت نہیں کر سکتا ہے وہ لوگ (اِلا ماشاء اللہ) کامیاب ہوئے جن کا مقصد صرف اپنے ذاتی مفادات ہوتے ہیں مثلاً ملک کے تمام کرائم کنٹرول اداروں میں اپنے علاقہ میں اپنی مرضی کے افسران کے تقرر و تبادلے کروانا تاکہ اپنی من مانی کی جائے جس میں محکمہ پولیس اور محکمہ مال ڈپٹی کمشنر تحصیل دار پٹواری وغیرہ سرفہرست ہیں جب حاکم وقت کا ڈر نہ ہو تو پولیس کے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ جس شریف آدمی پر چاہے جو مرضی مقدمہ بنادے ان کے اوپر کسی دوسرے محکمہ کا کوئی چیک نہیں اور جس حاکم وقت کے دور میں پولیس کا وہی انگریز کا فرسودہ ظالمانہ نظام (1934ء) بدستور قائم ہو وہ حکومت خاک تبدیلی لائے گی۔ ناصر درانی صاحب درویش طبع فہم وفراست کے مالک نہایت دیانتدار پولیس ریفارمر کو بلایا گیا خدا معلوم اس تبدیلی سرکار کی کونسی کمزوری اس کے پاس تھی کہ اسے وہاں سے نکال دیا گیا۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

اُمت مسلمہ کی زبوں حالی، باہمی اختلافات اور قیادت کا فقدان

امریکی قیادت میں کفریہ طاقتیں سرگرم

ابوفیصل محمد منظور انور

عروج پر ہے مرا درد ان دنوں ناصؔر
مری غزل میں دھڑکتی ہے وقت کی آواز

خالق کائنات نے انسانوں کی ہدایت کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہم السلام زمین پر بھیجے ہیں جنھوں نے انسانوں کو ان کے خالق و مالک کے احکام کے مطابق ایسے بہترین انداز میں زندگی گزارنے کا درس دیا، جس سے دارین کی فلاح حاصل ہوتی ہے۔ اس سلسلۂ نبوت و رسالت کی آخری کڑی نبی آخرالزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ساڑھے چودہ سو سال قبل تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام انسانوں تک پہنچانے کا فریضہ انجام دے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ اور سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے زمین پر اُتارا اور فرمایا کہ تم اور تمہاری اولاد اب اس زمین پر ایک مدت تک رہو گے اور میری طرف سے تمہیں ہدایت و رہنمائی دی جائے گی، جو میری اس رہنمائی کے مطابق زندگی گزارے گا وہ کامیاب ہوگا اور واپس آ کر ہمیشہ کے لیے جنت کی لذتوں سے مستفیض ہوگا اور جو میری ہدایت و رہنمائی سے روگردانی کرے گا وہ ناکام و نامراد ہوگا اور دوزخ کی آگ میں جلنے کی سزا پائے گا۔ کرۂ ارض پر ہزاروں سالوں سے انسان موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ مہلت تک اپنی زندگی گزار کر واپس چلا جاتا ہے۔ خالق کائنات نے انسان کو بہت ساری خوبیاں عطا فرمائی ہیں اور سماعت، بصارت، عقل و

نطق کی صلاحیتیں اور روح کی قوت دے کر تمام جمادات، نباتات اور حیوانات سے افضل بنایا ہے اور اشرف المخلوقات کا درجہ دیا ہے۔ اور انسان کو خیر اور شر کی پہچان دے کر ان میں ہر ایک پر عمل کا اختیار دیا ہے اور خیر کو اختیار کرنے اور شر سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اس اختیار کو درست استعمال کر کے کچھ خوش نصیب انسان اپنی دنیا و آخرت کو سنوارتے ہیں لیکن انسانوں کی ایک کثیر تعداد اس اختیار کا غلط استعمال کر کے خود غرض بن گئی ہے اور اپنے دنیاوی مفادات کے لیے نہ صرف ایک دوسرے کا گلا کاٹنے میں لگ گئی ہے بلکہ ہزاروں لاکھوں انسانوں کو موت کے منہ میں دھکیل کر بھی اس کی ہوسِ زر اور ہوسِ ملک گیری میں کمی نہیں آ رہی اور حیاتِ مستعار لے کر آنے والا انسان دنیا کے ہنگاموں میں اس طرح کھو گیا کہ اب وہ دنیا چھوڑنے کے لیے قطعی طور پر تیار نہیں ہے۔ دنیا بھر میں چھپنے والا کوئی اخبار اٹھا لیجیے، ریڈیو، ٹی وی کے کسی بھی چینل کو سنیے، دیکھیے تو سب سے پہلے سیاسی جوڑ توڑ کی بین الاقوامی نوعیت کی خبریں ہوں گی، کمزور ممالک پر چڑھائی، ناجائز قبضے اور بے بس انسانوں کو حقوق سے محروم کرنے کی باتیں، پھر سینکڑوں قتل کی وارداتیں، دھوکہ دہی، ڈکیتی اور چوری کی سنسنی خیز کہانیاں، فیشن کے نئے نئے انداز اور خالص غیر فکری باتوں کے پلندے سامنے آئیں گے۔ ان کے سوا انسان کے دامن میں کچھ بھی نہیں یہ سب کچھ صرف اور صرف اس چند روزہ حیاتِ مستعار میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی خواہش اور دوسرے کو جھکانے کی جھوٹی تمنا کے لیے ہے۔

اگرچہ زمانہ قبل مسیح سے انسانوں کے بستیوں اور شہروں میں مل جل کر رہنے کا پتا چلتا ہے اور بڑے بڑے شہروں کی موجودگی اور امراء سلطنت اور حکمرانوں کے محلات میں رہنے کے شواہد ملتے ہیں موجودہ دور میں سائنسی اور مادی ترقی سے انسان نے چاند پر قدم رکھا اور اب دوسرے سیاروں پر اترنے اور خلاء میں انسانی بستیاں تعمیر کرنے کے لیے سرگرداں ہے۔ بڑی بڑی بلند عمارتیں، خوبصورت کشادہ سڑکیں، دیوہیکل ہوائی جہاز اور آمد و رفت کے لیے آرام دہ گاڑیاں، انسانی تعیش کے لیے ہر قسم کے سامان کی موجودگی میں مختلف ممالک نے اپنے آئین و قوانین اور قواعد وضوابط مرتب کر کے اپنے آپ کو بڑا مہذب کہلوانا شروع کر رکھا ہے خصوصاً مغربی دنیا اور امریکہ سائنسی اور مادی ترقی کے بل بوتے پر اپنے آپ کو دنیا بھر میں مہذّب ترین

اقوام کہلا کر فخر محسوس کرتے ہیں مگر عالمی سطح پر تسلیم شدہ دیگر ممالک کی اقوام کو ان کے حقوق دینے کے لیے قطعی طور پر تیار نہیں۔

پچھلی صدی میں ہونے والی دو بڑی جنگوں کے باعث دنیائے عالم نے لیگ آف نیشن کے انجام کے بعد اقوامِ متحدہ جیسے ادارے تشکیل دیے تاکہ دنیا بھر میں آباد اقوام مہذب بن کر رہیں ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کریں اور کمزور اور سسکتی انسانیت کو سہارا دے سکیں مگر ان نام نہاد دلادین ممالک کے حکمرانوں نے عالمی قوانین کی دھجیاں بکھیر کر کمزور اور مظلوم انسانوں کا خون بہانا شروع کر رکھا ہے۔ بوسینیا، چیچنیا میں جو ہوا پھر لیبیا، افغانستان، عراق، شام روہنگیا اور کشمیر میں جو کچھ ہوا اور اب ہو رہا ہے اپنے آپ کو مہذب اقوام کے لیڈر کہلانے والوں کے منہ پر طمانچہ اور بدنما داغ ہے۔ جنگ عظیم کے دوران جاپانیوں کے ساتھ امریکی افواج کا سلوک کسے یاد نہیں، نازیوں کے مظالم بھی تاریخ کا حصہ ہیں۔ جنگ عظیم کے دوران امریکیوں کی طرف سے جاپانی فوجیوں کو ننگا کر کے انہیں جانوروں کی طرح ہانکنے اور ذلیل کرنے کی تصاویر تو بہت پرانی ہو چکی تھیں کہ پھر گوانتاناموبے اور بدنام زمانہ ابوغریب جیل عراق، افغانستان، روہنگیا کے مفلوک الحال و مظلوم مسلمان بچوں اور عورتوں کی ہولناک و شرمناک تصاویر سامنے آئیں۔ افغانستان میں نہتے افغانیوں کو جس طرح زنجیروں میں جکڑ کر گوانتاناموبے لے جایا گیا اور انہیں پنجروں میں جانوروں کی طرح رکھا گیا۔ یہ تاریخ انسانی کے بدترین مناظر میں سے تھے۔ مگر امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے اس پر کبھی افسوس نہیں کیا نہ ہی معافی مانگی ہے۔ امریکہ کا ناجائز بچہ اسرائیل امریکی آشیرباد سے مظلوم اور نہتے فلسطینیوں کو کئی عشروں سے گاجر مولی کی طرح کاٹ رہا ہے۔ پوری دنیا روزانہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے ظلم و بربریت کے مناظر دیکھ رہی ہے۔ ان ظالموں کا اصلی اور بھیانک چہرہ اب تو مختلف ٹی وی چینلز اور سوشل میڈیا پر واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ ان تصاویر کی اشاعت کے بعد کسی شک و شبے کی گنجائش نہیں کہ مغرب اور امریکہ کوئی مہذب دنیا نہیں بلکہ جانگلوس دھرتی (لاقانونیت کا خطہ ارضی) ہے جس پر رہنے والے انسان دوسرے انسانوں کی قتل غارت اور تذلیل کر کے فرحت محسوس کرتے رہے ہیں۔

موجودہ صدی کے آغاز سے ہی امریکی صدر بش، وزیر دفاع ڈونلڈ رمزفیلڈ سمیت دیگر

عہدیداران دنیا بھر کی اقوام کو بیوقوف بنانے کے لیے جھوٹے سچے بیان دے کر خودساختہ دہشت گردی کے خلاف جنگ جیتنے کے پروپیگنڈہ میں مصروف رہے۔ان کے جھوٹ کا پول امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کی حالیہ دنوں کی اشاعت میں افغان جنگ بارے خفیہ رپورٹس میں کھول دیا گیا ہے۔ امریکی فوجی افسروں اور اہل کاروں کے انٹرویوز میں اہم انکشافات ہوئے ہیں۔ امریکی جنرل کہتے ہیں کہ ہم افغانستان کی بنیادی سوجھ بوجھ سے ہی عاری تھے ہم اپنے کمانڈروں کو یہ بھی نہ بتاتے کہ ہمارے دشمن طالبان ہیں القاعدہ، داعش، یا غیر ملکی جنگجو ہیں۔ایک افسر نے بتایا کہ امریکی فوج اپنے اصل دشمن سے بھی آگاہ نہ تھی۔ 2013ء میں افغانستان میں تعینات رہنے والے امریکی فوجی افسر کے مطابق افغان جنگ میں ایک ٹریلین ڈالرز خرچ کیے اور 2300 فوجی ہلاک ہوئے پھر بھی جنگ نہ جیتی۔القاعدہ، طالبان، داعش، سی آئی اے کے پے رول پر تھے عوام کو جنگ کی بہترین تصویر دکھانے کے لئے ہر چیز کا ڈیٹا تبدیل کر دیتے تھے۔ ہمیشہ سچ کو چھپا کر یہ اعلانات کرتے رہے کہ وہ جنگ جیت رہے ہیں افغانستان کا سماجی نظام تبدیل کرنے کے لئے 138 ارب ڈالرز خرچ کر دیے مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔عراق میں امریکی فوجیوں کی طرف سے عفت مآب خواتین کی گن پوائنٹ پر عزتیں لوٹنے سے لیکر ابوغریب جیل میں بے یارو مددگار معصوم عراقیوں کے ساتھ ہونے والے امریکی فوجیوں کے انسانیت سوز سلوک سے انسانیت کی تذلیل کی گئی تھی۔

مختلف اخباری رپورٹس کے مطابق امریکی فوج نے عراقی شہر فلوجہ پر حملے کے ابتدائی دنوں میں کیمیائی گیس کے گولے داغے اور 2 لاکھ بم برسائے، 60 مساجد، ہزاروں مکانات اور 4 یونیورسٹیاں تباہ کر دیں۔ GBU-38 بم ایف سولہ طیاروں کے ذریعے برسائے گئے۔ 500 کلوگرام وزنی بموں کا بے دریغ استعمال کیا گیا۔ 950 کلوگرام وزنی 90 بڑے بڑے کلسٹر بم برسائے گئے جو 2 لاکھ چھوٹے کلسٹر بموں پر مشتمل تھے۔ 150 مجاہدین شہید اور ہزاروں شہری شہید اور زخمی ہوئے۔ایک دوسری اخباری رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ فلوجہ میں 400 امریکی ہلاک، 1000 زخمی، 36 گرفتار ہوئے۔مگر ابوبکر صدیق بریگیڈ، جیش الاسد البحرین، توحید والجہاد، ریاض السودا، الجیش السری، الجیش الاسلامی، انصار السنہ نامی 7 بڑی جہادی تنظیموں نے

مزاحمت جاری رکھی۔ امریکی فوج ایف 16 اور بی 52 جیسے جنگی طیارے استعمال کرتی رہی۔ شہریوں کو طبی امداد فراہم کرنے والے کئی ڈاکٹروں کو گرفتار کرکے ان میں سے 17 ڈاکٹروں اور 30 سے زائد نرسوں کو گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ فلوجہ کے 3 لاکھ شہری خوراک اور دیگر سہولتوں سے محروم نامساعد حالات سے دوچار رہے۔ فلوجہ سے تقریباً اڑھائی لاکھ شہریوں نے ہجرت کی جن کی حالت انتہائی حد تک ابتر تھی ہزاروں افراد زخمی پڑے رہے جنہیں طبی امداد تک میسر نہ تھی۔ امریکی مظالم کی فہرست بڑی طویل ہے جو کچھ وہاں ہو رہا تھا اصل حالات تک رسائی بھی مشکل ہو چکی تھی تاہم مختلف ذرائع سے موصولہ اطلاعات سے پتا چلتا ہے کہ عراق کے شہر فلوجہ پر قابض امریکی افواج کی مسلسل بمباری اور زمینی وفضائی حملوں کے باعث شہر کھنڈرات میں تبدیل ہوکر رہ گیا تھا۔ مغربی ممالک کی ہمنوا بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق شہر میں نعشوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے لاکھوں شہری نقل مکانی کر کے جا چکے تھے باقی ماندہ بے بس انسان بھوک پیاس اور زخموں سے نڈھال ہو کر سسک سسک کر مرتے رہے امریکی فضائیہ نے مساجد کو تباہ کر دیا تھا اتحادی فوجوں نے عراقیوں کے گھروں میں گھس کر قتل عام کیا۔ ظلم کی انتہا ہے کہ امریکی افواج نے عراقی ہلال احمر کو شہر میں داخل ہو کر محصور شہریوں کو امداد فراہم کرنے سے روک دیا تھا۔ فلوجہ کے بعد موصل، بغداد، رمادی، سمارہ اور دیگر سنی اکثریتی علاقوں میں امریکی افواج کو شدید مزاحمت کا سامنا رہا اور اس جنگ میں اس کے سینکڑوں فوجی ہلاک ہوئے تھے۔ یہ پوری دنیا کے سامنے ہے۔ عراق میں انسانیت سوز مظالم کی تصاویر نے دنیا میں ہل چل مچا دی تھی۔ امریکی فوجیوں کی کارروئیوں سے ابلیس بھی شرماتا رہا۔ یو این او کے قوانین کا مذاق اڑانے والے امریکہ، برطانیہ اور دوسرے اتحادیوں کو صرف دو چار اتحادی فوجیوں کی الجزیرہ ٹی وی پر دکھائی جانیوالی تصاویر پر جینوا کنونشن کے تحت قیدیوں کے عالمی قوانین یاد آ گئے تھے مگر دوسری طرف عالمی امن و انصاف کے ٹھیکیداروں کو ہزاروں بے گناہ اور بے بس انسانوں کی تصاویر دیکھ کر کوئی عالمی قانون یاد نہیں آیا تھا۔ عراقی جنگ میں مغربی دنیا اور امریکہ میں لاکھوں افراد نے انسانیت کے خلاف جنگ کو روکنے اور بند کرنے کے حق میں مظاہرے کیے تھے مگر ان نام نہاد مہذب ممالک کی قیادت نے ان کی ایک نہیں سنی تھی اور بش اور بلیئر انتظامیہ پر صدام حسین کو نیچا دکھانے کی دھن سوار تھی اس لیے

انھوں نے عالمی قوانین اور رائے عامہ کی پروا کیے بغیر عراق پر چڑھائی کر دی تھی۔ عراقی قیدیوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اس کی تمام تر ذمہ داری رمز فیلڈ پر عائد ہوتی ہے۔ اس وقت عراقی پالیسیوں بارے گیلپ سروے میں بتایا گیا کہ 62 فیصد امریکی صدر بش سے مطمئن نہیں تھے۔ 52 فیصد امریکی صدر بش کی دہشت گردی کے خلاف پالیسیوں کے مخالف تھے۔ یہ سب کچھ منظر عام پر آنے کے باوجود انسانی حقوق کی عالمی تنظیمیں، ریڈ کراس اور اقوام متحدہ کا ادارہ خاموش تماشائی بن کر مجرمانہ غفلت کا شکار ہے کرۂ ارض پر بسنے والے اربوں انسان چپ کیوں ہے؟ ان کی زبان پر تالے کیوں لگے ہوئے ہیں؟ یقیناً یہ رواں صدی کے ابتدائی سالوں میں ہونے والے واقعات میں سے قیدیوں پر ہونے والے وحشیانہ جنسی تشدد اور انسانیت سوز سلوک کی بدترین مثالیں ہیں جو عالمی ضمیر کو جھنجوڑ جھنجوڑ کر وقت کے فرعونوں کے خلاف ایک ہونے کا پیغام دیتے ہیں۔ بھارت نے پورے مقبوضہ کشمیر کو ایک جیل میں تبدیل کر دیا ہے پانچ چھ ماہ ہو گئے ان کا دنیا سے رابطہ ختم ہو چکا ہے اور کشمیری مسلمان بنیادی سہولتوں سے محروم ہو چکے ہیں عورتوں بچوں سے ناروا غیر انسانی سلوک کی شرمناک تصاویر نے پوری امت مسلمہ کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ گجرات کے قصاب مسٹر مودی ایسے بت پرست غیر مہذب بھارتی حکمران کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف ایک امتیازی قانون کے نفاذ نے اس کے ناپاک ارادوں کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔

مگر بدقسمتی اور المیہ یہ ہے کہ یہ سب مظالم صرف مسلمان ممالک میں رہنے والے انسانوں کے خلاف ہوتے رہے اور امت مسلمہ کی قیادت اپنے انجام سے بے خبر جن ظالموں کا ساتھ دیتی رہی اب تو اس کا اصلی چہرہ سامنے آ چکا ہے۔ ایک بار پھر سے دشمنانِ اسلام مسلم دنیا کو جنگ کی بھٹی میں دھکیل کر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ امریکہ طاقت کے زعم میں خود ساختہ بین الاقوامی قوانین کو کبھی بھی خاطر میں نہیں لاتا اسی کی وجہ سے دنیا میں امن و امان کی حالت انتہائی حد تک خراب ہے مسلم دنیا کے اکثر ممالک پر جنگ مسلط کی جا چکی ہے مسلمانوں کو انتہا پسند اور دہشت گرد کے طور پر پیش کرنے والے امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے دراصل مسلمانوں کے خلاف غیر علانیہ جنگ شروع کر رکھی ہے۔ امریکہ نے ایرانی جرنیل قاسم سلیمانی کو عراق میں ہلاک کر کے ایک بار پھر سے خطے میں جنگ کا آغاز کر دیا ہے اور جواب میں ایران نے امریکی ایئر بیس کو نشانہ

بنایا ہے جس میں کئی فوجیوں کے مارے جانے کی اطلاعات ہیں۔ قاسم سلیمانی کا قتل ایک طے شدہ منصوبے کا حصہ ہے۔ اسرائیلی یہودیوں کے منصوبے کے تحت امریکہ ایرانی شیعہ اور سعودی عرب کو لڑا کر فرقہ واریت کو ہوا دے کر مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے کہ اسرائیل کو محفوظ و مضبوط رکھنا اصل مقصود ہے۔ عراق، شام، یمن میں ایرانی مداخلت بھی ایک المیہ ہے۔ خطے میں مسلکی اختلافات شدت اختیار کر چکے ہیں جس کی وجہ سے ٹکراؤ کی کیفیت ہے۔ پاکستان اور دیگر مسلم ممالک خواب غفلت سے بیدار ہوں اور باہمی اختلافات کو دور کر کے پرامن بقائے باہمی کے اصول پر کاربند ہو جائیں وگرنہ کفریہ طاقتیں عراق، شام، افغانستان، یمن، فلسطین، کشمیر، روہنگیا اور چائنا یغور کے مظلوم مسلمانوں کو جنگوں اور سازشوں کے ذریعے ختم کر کے دم لیں گی اور پھر بقول علامہ اقبال ع نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے مسلمانو!

اب بھی وقت ہے کہ اسلام دشمن طاقتوں کی سازشوں کا ادراک کریں ان کا پردہ چاک کریں اور ہم اپنے باہمی اختلافات مل بیٹھ کر حل کریں اپنی صفیں درست کریں او آئی سی کے پلیٹ فارم کو فعال کریں اور دنیا بھر میں (ذلیل و خوار) امت مسلمہ اور کمزور انسانیت کے خلاف جاری مظالم رکوائیں اور اتحاد بین المسلمین کے لیے سرگرم عمل ہو جائیں دنیا بھر کے سادہ لوح انسان اور مسلمان تو اپنے کسی نجات دہندہ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری خطاؤں کے باوجود ہم پر رحم کرے اور دشمنان اسلام کے خلاف ہماری مدد فرمائے۔ آمین۔

ے اپنے پروانوں کو پھر ذوقِ خود افروزی دے
برق دیرینہ کو فرمانِ جگر سوزی دے — علامہ اقبال

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کر گئی شاہیں بچے کو صحبتِ زاغ!
حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ!
علامہ اقبال

انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

سالانہ رپورٹ

2019ء

آج کے اس پُرفتن دور میں اُمتِ مسلمہ کے لیے نجات کا واحد راستہ قرآن مجید سے شعوری وابستگی ہے۔ انجمن خدام القرآن جھنگ کے قیام کا بنیادی مقصد بھی دعوت رجوع اِلی القرآن ہے یعنی قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرنا اور خاص طور پر معاشرے کے تعلیم یافتہ طبقہ کو قرآن مجید کا پیغام، ان کی ذہنی سطح کے مطابق، پیش کرنا ہے۔ انجمن اپنے قیام ہی سے ان مقاصد کے حصول کے لئے مصروف عمل ہے۔ ان سرگرمیوں کے جائزے، بہتری اور مشورے کے لیے انجمن کی مجلس عاملہ، شوریٰ اور سالانہ اجلاسِ عام باقاعدگی سے منعقد ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں انجمن کی سال 2019ء کی سرگرمیوں کا اجمالی جائزہ درج ذیل ہے:

1 دروسِ قرآن وخطابات

ہفتہ وار ترجمۃ القرآن کلاس الحمدللہ! جامع مسجد قرآن اکیڈمی جھنگ میں ہفتہ وار ترجمۃ القرآن نشست بروز جمعہ المبارک بوقت 11:00 تا 12:40 تک باقاعدگی سے منعقد ہورہی ہے۔ صدر انجمن جناب مختار فاروقی صاحب سلسلہ وار درسِ قرآن مجید ارشاد فرماتے ہیں۔ اس درسِ قرآن مجید کے بعد جناب مفتی عطاء الرحمٰن صاحب 12:40 تا 01:00 تک منتخب احادیث کا درس دیتے ہیں۔ اس نشست میں اوسطاً 50 حضرات شرکت کرکے اپنے قلوب کو منور کررہے ہیں۔

سلسلہ ہائے دروسِ قرآن مجید انجمن کے زیر اہتمام شہر کے مختلف مقامات پر دروسِ

قرآن مجید کا روزانہ، ہفتہ وار، پندرہ روزہ اور ماہانہ پروگراموں کا درج ذیل سلسلہ بھی جاری ہے:

روزانہ پروگرام مختصر درس قرآن/حدیث: جامع مسجد قرآن اکیڈمی میں روزانہ بعد از نماز فجر درسِ قرآن اور بعد از نمازِ عشاء درس حدیث کی مختصر نشست منعقد ہوتی ہیں جس کی ذمہ داری جناب عبداللہ اسماعیل صاحب ادا کرتے ہیں۔

ہفتہ وار پروگرام ناظم اعلیٰ انجمن جناب عبدالمجید کھوکھر صاحب ہر اتوار بعد از نماز عشاء جناب صدیق شہزاد صاحب کی رہائش گاہ واقع محلّہ سلطان والہ جھنگ صدر میں درسِ قرآن دیتے ہیں جس سے 15-10 افراد مستفید ہوتے ہیں۔

پندرہ روزہ پروگرام: ◐ ہر مہینے کے پہلے اور تیسرے منگل کو (بعد از نماز عشاء) رہائش گاہ جناب رانا امتیاز احمد صاحب محلّہ سلطان والا جھنگ صدر میں درسِ قران منعقد ہوتا ہے جس میں تدریس کی ذمہ داری جناب عبداللہ اسماعیل صاحب ادا کرتے ہیں۔◐ ہر مہینے کے دوسرے اور چوتھے منگل کو (بعد از نماز عشاء) جامع مسجد عبیداللہ (المعروف گنبدوں والی مسجد) جھنگ صدر میں صدر انجمن جناب مختار فاروقی صاحب کے ترجمۃ القرآن کی صورت میں پروگرام ہوتا ہے۔

ماہانہ پروگرام: ◐ ہر مہینے کے پہلے اتوار صدر انجمن انجینئر مختار فاروقی صاحب، رہائش گاہ جناب حافظ محمد رمضان (ریٹائرڈ چیف انجینئر) بھکر روڈ جھنگ صدر میں بعد از نماز مغرب درسِ قرآن دیتے ہیں۔◐ ہر مہینے کے پہلے سوموار کو رہائش گاہ حاجی محمد منظور انور صاحب واقع سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ میں اور◐ ہر ماہ دوسرے بدھ کو مسجد بلال محلّہ احمد نگر جھنگ صدر میں جناب عبداللہ اسماعیل صاحب کا درس ہوتا ہے۔

ماہانہ تربیتی نشست برائے خواتین ◐ قرآن اکیڈمی جھنگ کے خواتین ہال میں ہر ماہ کے پہلے منگل کو خواتین کے لیے تربیتی نشست باقاعدگی سے منعقد ہوتی ہے جس میں درسِ قرآن، مطالعہ حدیث، مطالعہ سیرت النبیؐ، سیرِ صحابیات اور مختلف موضوعات پر لٹریچر کا مطالعہ کروایا جاتا ہے۔اس سلسلہ میں بعض صورتوں میں خواتین کی آمد و رفت کے اخراجات بھی انجمن برداشت کرتی ہے۔خواتین کی اوسطاً حاضری قریباً 80 ہوتی ہے۔ ◐ خواتین کی دوسری ماہانہ تربیتی نشست ہر ماہ کے دوسرے اتوار کو مدرسہ جنت القرآن للبنات سرکلر روڈ جھنگ سٹی میں منعقد ہوتی

ہے جس میں 70 کے قریب خواتین باقاعدگی سے شریک ہوتی ہیں۔

شب بیداری اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جامع القرآن مسجد قرآن اکیڈمی جھنگ صدر میں ہر قمری ماہ کی 27 تاریخ کو شب بیداری کا تربیتی پروگرام منعقد کیا جاتا ہے۔ امسال بھی یہ پروگرام باقاعدگی سے جاری رہا۔

خطاباتِ جمعہ صدر انجمن قمری مہینے کا تیسرا جمعہ قرآن اکیڈمی میں اور باقی جمعہ المبارک جامع مسجد عبید اللہ محلّہ سلطان والا جھنگ صدر میں پڑھاتے ہیں۔ دورانِ سال یہ سلسلہ جاری رہا۔

2 خصوصی تقاریب

خصوصی نشست مؤرّخہ 2 مارچ 2019ء بروز ہفتہ محترم جناب کرنل اشفاق احمد صاحب آف لاہور کے اعزاز میں ایک خصوصی نشست کا اہتمام کیا گیا جس میں علاقہ کے 35-40 معززین نے شرکت کی۔ اس نشست میں کرنل صاحب نے 'سورۃ الکہف اور عصر حاضر' کے عنوان سے ایک تفصیلی لیکچر دیا اور مختلف اہم باتوں پر غور وفکر اور گہرا تدبر کرنے پر زور دیا اور اپنی کتاب ''قرآن مجید کی سورۃ الکہف دورِ فتن میں نورانی قبلہ نما'' کے مندرجات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے سلائیڈز کی مدد سے سورۃ الکہف کے تناظر میں مختلف نقشے بھی دکھائے۔

سیمینار: علامہ اقبال کا تصورِ خلافت مؤرّخہ 21 اپریل 2019ء کو قرآن آڈیٹوریم جھنگ میں یومِ اقبال کی مناسبت سے ایک سیمینار بعنوان ''علامہ اقبال کا تصورِ خلافت'' منعقد ہوا۔ جس سے محترم جناب محمد دین جوہر صاحب آف صادق آباد، جناب ڈاکٹر طالب حسین سیال صاحب آف اسلام آباد، جناب علامہ قاضی ظفر الحق صاحب آف واہ کینٹ کے علاوہ صدر انجمن جناب مختار فاروقی صاحب نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنے خطابات میں علامہ اقبال کے تصور خلافت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس سیمینار کو تقریباً 150/200 افراد نے پذیرائی بخشی۔

3 تعلیمی وتربیتی پروگرام

25 روزہ قرآن فہمی کورس حسبِ سابق اس سال بھی قرآن اکیڈمی جھنگ میں پچیس روزہ قرآن فہمی کورس بعنوان ''پھر سوئے حرم لے چل'' منعقد کیے گئے۔ تمام کورسز جزوقتی

تھے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے: پہلا کورس 14 جنوری تا 01 فروری 2019ء، شرکاء 09 افراد۔ دوسرا کورس 25 فروری تا 18 مارچ 2019ء، شرکاء 15 افراد۔ تیسرا کورس 28 مارچ تا 13 اپریل 2019ء، شرکاء 08 افراد۔ چوتھا خصوصی کورس 21 اپریل تا 26 اپریل 2019ء، شرکاء 6 طلباء (یہ کورس قرآن اکیڈمی لاہور میں زیر تعلیم ایک سالہ کورس کے طلباء کے لئے خصوصی طور پر منعقد کیا گیا)۔ پانچواں کورس 17 جون تا 08 جولائی 2019ء شرکاء 17 افراد۔ چھٹا کورس 17 جولائی تا 10 اگست 2019ء شرکاء، 11 افراد۔ ساتواں کورس 11 ستمبر تا 05 اکتوبر 2019ء شرکاء 06 افراد اور آٹھواں کورس 25 نومبر تا 16 دسمبر 2019ء شرکاء 10 افراد نے حصہ لیا۔ (اب تک 54 قرآن فہمی کورس ہو چکے ہیں جن سے تقریباً ساڑھے پانچ سو حضرات نے استفادہ کیا ہے)۔

ناظرہ قرآن مجید کلاس قرآن اکیڈمی میں گردونواح کے مقامی بچے اور بچیوں کیلئے ناظرہ قرآن مجید کی علیحدہ علیحدہ کلاسز باقاعدگی سے جاری ہیں جن میں بچوں کی تعداد حوصلہ افزا ہے۔

آسان عربی کلاس قرآن اکیڈمی جھنگ میں بنیادی عربی گرائمر سکھانے کے لیے 'آسان عربی اسباق' کلاس کا اہتمام کیا گیا جس کا دورانیہ ستمبر تا دسمبر 2019ء مقرر ہوا تھا اور شرکاء کی سہولت کے لئے اس کلاس کے اوقات کار سہ پہر تین سے چار بجے تک رکھے گئے۔ شرکاء کی عدم توجہی کی بنا پر یہ کلاس تین مہینے میں ہی ختم کرنا پڑی۔

ترجمۃ القرآن کلاس برائے خواتین اس سال خواتین کے لیے بھی ترجمہ القرآن کلاس مارچ 2018ء تا اگست 2019ء کا اہتمام کیا گیا۔ یہ کلاس بعد نماز عصر تا مغرب منعقد ہوتی رہی اور 06 خواتین نے اس میں استفادہ کیا۔ بیگم احمد بلال صاحبہ نے مدرّسہ کے فرائض سرانجام دیے۔

4 رمضان المبارک کی سرگرمیاں

استقبالِ رمضان گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی رمضان اور قرآن کی برکات سے آگاہی کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ مشورہ سے یہ طے پایا کہ استقبالِ رمضان کے پروگراموں کو مرکزی سطح پر منعقد کرنے کی بجائے مختلف کالونیوں اور محلوں میں علاقائی سطح پر منعقد کیا جائے۔ چنانچہ ابتدائی طور پر 30 مقامات پر استقبالِ رمضان کا پروگرام کرنا طے پایا جن میں سے بفضلہٖ تعالیٰ 24 مقامات پر یہ پروگرام بخیر وخوبی منعقد ہوئے اور تقریباً 950 افراد نے اس سے استفادہ

کیا۔ان تمام پروگراموں میں ماہِ رمضان کی فضیلت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ روزہ اور قرآن کے تعلق پر خصوصی توجہ دلائی گئی اور لوگوں کو ترجمۃ القرآن کے پروگراموں میں شرکت، تراویح کے بعد خلاصۃ القرآن کے اہتمام اور گھروں میں ترجمہ کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے کی ترغیب دی گئی۔

بعد تراویح دورہ ترجمۃ القرآن اس سال انجمن خدام القرآن جھنگ کے زیر اہتمام بفضلہٖ تعالیٰ رمضان المبارک میں دورۂ ترجمۃ القرآن کے 3 پروگرام اور خلاصۂ مضامین قرآن کے 3 پروگرام منعقد ہوئے، جن کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے:

1۔ جامع مسجد عبیداللہ، محلّہ سلطانوالہ جھنگ صدر دورۂ ترجمۃ القرآن کا پہلا پروگرام جامع مسجد عبیداللہ، محلّہ سلطانوالہ جھنگ صدر میں منعقد ہوا، جس میں صدرِ انجمن جناب انجینئر مختار فاروقی صاحب نے تراویح کے بعد قرآن مجید کے آخری 15 پاروں کا ترجمہ بیان کیا۔ اس پروگرام میں اوسطاً 35 افراد شریک ہوتے رہے اور اس پروگرام کی اختتامی نشست 25 ویں شب کو منعقد ہوئی جس میں 150 افراد نے شرکت کی۔

2۔شاداب کالونی، جھنگ صدر اس سلسلہ کا دوسرا پروگرام جناب پروفیسر مہر غلام سرور صاحب کی رہائش گاہ، شاداب کالونی جھنگ میں منعقد ہوا، جس میں جناب انجینئر عبداللہ اسماعیل صاحب نے قرآن مجید کے آخری 15 پاروں کا ترجمہ بیان کیا۔ اس میں اوسطاً 20 افراد شریک ہوتے رہے۔ یہ پروگرام کی 26 ویں شب کو اختتام پذیر ہوا جس سے صدر انجمن جناب مختار فاروقی صاحب نے خطاب کیا۔ حاضری تقریباً 100 افراد تھی۔

3۔جامع مسجد قرآن اکیڈمی جھنگ اسی سلسلے کا تیسرا پروگرام جامع مسجد قرآن اکیڈمی جھنگ میں منعقد ہوا، جس میں جناب عبداللہ ابراہیم صاحب نے تراویح کے بعد قرآن مجید کے آخری 15 پاروں کا ترجمہ بیان کیا۔ اس پروگرام میں اوسطاً 20 افراد شریک ہوتے رہے اور اس پروگرام کی اختتامی نشست 27 ویں شب کو منعقد ہوئی، جس سے صدر انجمن جناب مختار فاروقی صاحب نے خطاب کیا۔ تقریباً 100 افراد نے اس پروگرام میں شرکت کی۔

بعد از تراویح خلاصہ مضامین قرآن انجمن کے زیر اہتمام رمضان المبارک میں بعد از تراویح خلاصۂ مضامینِ قرآن کے تین پروگرام منعقد ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ بابرکت ساعتوں کے ان پروگراموں کو قبول فرمائے، اور کمی و کوتاہی سے درگزر فرمائے اور اپنی مقدس کتاب قرآن پاک کی خدمت کی ہمیں مزید توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

5 نشرواشاعت

الحمدللہ 'ماہنامہ حکمت بالغہ' اپنے آغاز سے ہی ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے اور اہل علم حضرات کی طرف سے تحسین کے خطوط بھی موصول ہوتے رہتے ہیں۔ اپنی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ادارہ نے اس سال بھی ماہنامہ حکمت بالغہ کا تیرھواں خصوصی شمارہ ماہِ نومبر 2019ء بعنوان ''ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی'' شائع کیا گیا جس کو ملک بھر میں بے حد پذیرائی ملی ہے۔

6 متفرقات

اہل علم اور مقتدر حضرات سے رابطہ امسال بھی ناظم اعلیٰ انجمن جناب عبدالمجید کھوکھر صاحب نے انجمن کے رکن شوریٰ جناب حاجی منظور انور صاحب کے ساتھ مل کر شہر کے مقتدر سرکاری افسران، اہل علم حضرات، تاجر اور پرائیویٹ اداروں میں ملاقاتیں کیں۔ ان ملاقاتوں میں ان حضرات کی توجہ قرآن فہمی کی طرف دلائی گئی۔

الہدیٰ لائبریری قرآن اکیڈمی جھنگ میں الہدیٰ لائبریری قائم ہے جس میں تفاسیر، کتب، آڈیو ویڈیو مواد دستیاب ہے۔ اس کے علاوہ ماہنامہ حکمت بالغہ، مکتبہ کی کتب اور تبادلہ میں 50 سے زائد رسائل و جرائد ہر ماہ موصول ہو رہے ہیں

تقسیم الکتاب قرآن فاؤنڈیشن لاہور کی جانب سے قرآن مجید کا اردو ترجمہ و تفسیر 'الکتاب' کا تحفہ انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں 700/1100 یا اس سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلباء کو دیا جاتا ہے۔ جھنگ اور گردونواح کے علاقہ میں تقسیم ''الکتاب'' کا کام انجمن کے ذمہ ہے۔

ہاسٹل سکیم منصوبہ جات کے مطابق قرآن اکیڈمی میں پوسٹ گریجوایٹ طلبا کی رہائش کے لئے اسلامی ہاسٹل قائم کرنے کے لئے بلاک نمبر 2 کی تعمیر شروع کر دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں فرنیچر، تعمیرات، اور دیگر ضروریات کے لئے فنڈ کی اشد ضرورت ہے۔

مہمانان کی آمد قرآن اکیڈمی جھنگ میں وزٹ کے لیے اہل علم حضرات تشریف لاتے رہتے ہیں۔ امسال 2019ء کے دوران مختلف معزز شخصیات بشمول محترم جناب ڈاکٹر عارف رشید صاحب (لاہور)، جناب مولانا الطاف الرحمٰن بنوی صاحب (بنوں)، کرنل اشفاق احمد (ڈائریکٹر بلڈنگ کنٹرول،DHA لاہور)، جناب محمد فیصل ندیم صاحب (لاہور)، حافظ شفیق احمد صاحب (لاہور)، جناب مجاہد امین صاحب (لاہور) اورڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف صاحب (لاہور) تشریف لائے اوراپنے تاثرات بھی قلم بند کیے۔

بقیہ از الارض (قرآن حکیم کی روشنی میں)

خلط ملط نہیں ہوتے۔ دونوں سمندروں کے خلط ملط نہ ہونے کی وجہ سے ہر سمندر کے اندر ایک دوسرے سے مختلف انواع واقسام کی نباتات اور سمندری حیات پائی جاتی ہے جو ایک ہی طرح کا ماحول رکھنے والے سمندروں میں ممکن نہ تھی۔ اس تحقیق کے بعد جب کوسٹیو کو یہ آیات دکھائی گئیں تو وہ قرآن مجید کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے مسلمان ہوگیا۔

ذیل میں ہم اس مقام کے بارے میں ایک سائنسی جریدے میں شائع شدہ مضمون کا اقتباس پیش کررہے ہیں۔

Like the spillway of a giant dam, the shallow strait of Gibralter keeps Atlantic waters from mixing freely with those of the Mediteranean basin on the other side. Warm surface waters can ride on from the ocean over the cold out flow from the Mediterranean deeps but the stonesill between spain and Morocco blocks the deeper ocean waters.

Life Nature Library "Eurasia" 1988 Edition.

(جاری ہے)

پاکستان کا مجوّزہ یکساں تعلیمی نصاب

دین بیزار فلم 'زندگی تماشا' کی طرح
اسلامی نظریاتی کونسل میں لایا جائے

انجینئر مختار فاروقی

گزشتہ کچھ دنوں سے ملک میں دینی مدارس اور ملکی تعلیمی اداروں میں یکساں تعلیمی نصاب کے نفاذ کا چرچا ہے۔ ہمارا تعلق شعبۂ تعلیم سے براہ راست نہیں ہے، جب یہ تعلیمی نصاب سامنے آئے گا تو اس پر دوسرے اہل علم بھی تبصرہ فرمائیں گے اور ضروری ہوا تو ہم بھی اپنی عاجزانہ رائے کا اظہار کر دیں گے۔ ان شاءاللہ

☆ یہ بات یاد رہے کہ ہماری حکومت اور سربراہِ حکومت پہلے 'پیغامِ پاکستان' اور پھر 'ریاستِ مدینہ' کے عنوان سے ملک میں متوقع ہمہ گیر تبدیلیوں اور عوامی بہبود کے پروگراموں کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا مجوزہ تعلیمی نصاب سے ہماری توقعات یہ ہیں کہ حکومت مسلمانانِ پاکستان کو اسلام کے مطابق زندگی گذارنے کا ماحول دینے کی آئینی طور پر پابند ہے اس لیے نئی نسل کو اسلام کے مطابق تعلیم دینے اور ریاست مدینہ کا صحیح شہری بنانے کے لیے متوقع تعلیمی نصاب میں پرائمری، میٹرک، ایف اے، بی اے، اور ایم اے سمیت تمام سطحوں پر درجہ بدرجہ ایسی تعلیم اور تعلیمی اہداف سامنے آئیں گے کہ نئی نسل میں ابتدا ہی سے مثبت سوچ پروان چڑھ سکے۔

☆ اسی طرح حکومت سے توقع ہے کہ 25 سے 40 سال تک لوگوں کے لیے، جو بالعموم تعلیمی اداروں سے فارغ ہو کر JOBS پر جا چکے ہوتے ہیں، ٹی وی اور الیکٹرونک میڈیا پر مجموعی طور پر ریاست مدینہ کا ماحول بنا دے گی اور بالخصوص PRIME TIME میں ریاست مدینہ کے

خصائص اور قرآن وحدیث (نہ کہ امریکی نصاب اور UNO کے پروگرام) کی روشنی میں لوگوں کی ذہنی وفکری تربیت کرے گی اور ان کو ہالی وڈ اور بالی وڈ یا مادر پدر آزاد CELEBRITIES کے شیطانی کلچر سے نکال کر ریاست مدینہ کا کلچر مہیا کرے گی۔

اسی طرح 40 سال سے اوپر کے عوام وخواص، تاجر، کسان، سرکاری ملازم، افواجِ پاکستان، نظامِ تعلیم میں اساتذہ اور دیگر کارپردازان، ممبران اسمبلی اور پارلیمنٹ، لوکل گورنمنٹ کے ذمہ داران وغیرہ تمام کے لیے جلد از جلد خصوصی تربیتی اور ریفریشر کورسز کا اہتمام کرے گی تاکہ وہ لوگ جو حکومتی معاملات چلا رہے ہیں وہ آج سے ہی اپنا رُخ ریاست مدینہ کی طرف کر لیں تاکہ آئندہ چند سالوں میں ہم اپنی منزل مراد پر پہنچ سکیں۔

مجوزہ تعلیمی نصاب وزیراعظم صاحب کے بیان کے مطابق ریاست مدینہ کے قیام کی طرف لے جانے والا ہوا، تو کیا کہنے۔ ملک کی ڈوبتی کشتی کنارے لگنے کے امکانات پیدا ہو جائیں گے۔ پون صدی ضائع کرنے کے بعد بھی اس ملک کے حکمران اپنی نظریاتی منزل کی طرف نئے نصابِ تعلیم، میڈیا اصلاحی مہم اور بے دین سیکولر ولبرل ذہنیت کو لگام دے کر قدم آگے بڑھائیں تو ملک کے پسے ہوئے مسلمان عوام ضرور جان ودلِ فدا کرنے پر آمادہ نظر آئیں گے۔

'یکساں نصاب' سے مراد کیا ہے؟ ایک عام آدمی جو ذرا سی بھی COMMON SENSE رکھتا ہے وہ بھی سمجھتا ہے کہ قرآن وحدیث اور دینی مدارس کی تعلیمات کا کچھ حصہ لے کر سرکاری اداروں اور سرکاری اداروں کا کچھ ضروری نصاب دینی مدارس کے نصاب میں شامل کر کے ایک پاکستانی نصابِ تعلیم بنا دیا جائے نہ کہ صرف سرکاری اداروں کی کچھ باتیں از قسم ناچ گانا، آرٹ، بلوغت کے مسائل کا مغربی انداز وغیرہ کی تعلیم دینی مدارس میں داخل نصاب کر دی جائے اور سمجھ لیا جائے کہ نصاب یکساں ہو گیا ہے۔

ہم حکومت سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اسلام کی تعلیمات اور آئین پاکستان کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے نعرے 'ریاست مدینہ کی روشنی میں نصاب کا اجراء کرے گی اور اسلامی نظریاتی کونسل جیسے آئینی ادارہ کو فعال بنائے گی اور 'زندگی تماشا' جیسی خدا بیزار، دین بیزار فلم کی طرح نئے یکساں تعلیمی نصاب کو بھی اسی نظریاتی کونسل میں پیش کرے گی۔

فرمودۂ اقبال

ہند کے ہنرمند لوگ

ہنرورانِ ہند

بالی وُڈ کا خدا بیزار لائف سٹائل،
کھجوراہو مندروں (KHAJURAHO TEMPLES)
کے فحش مناظر سے اَٹے ہوئے عبادت خانے
اور گائے کی پوجا کی تہذیب

عشق و مستی کا جنازہ ہے تخیل ان کا
ان کے اندیشۂ تاریک میں قوموں کے مزار!
موت کی نقش گری ان کے صنم خانوں میں
زندگی سے ہنر ان برہمنوں کا بیزار!
چشمِ آدم سے چھپاتے ہیں مقاماتِ بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ‘ بدن کو بیدار
ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ! بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار!

انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

کے

اغراض و مقاصد

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق
- علوم قرآنی کی نشر و اشاعت
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو قرآن مجید کی تعلیم و تعلّم کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں

اور ایک ایسی

قرآن اکیڈمی

کا قیام جو قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو

وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے

اَلسَّعْیُ مِنَّا وَ الْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ماھنامہ

حِکمتِ بالغہ

جھنگ

کی

سال 2019ء کی

خصوصی اشاعت

بعنوان

ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی

صفحات: 336

قیمت: 400 روپے

انجینئر مختار فاروقی

مدیر ماہنامہ حکمت بالغہ جھنگ

جناب ڈاکٹر طالب حسین سیال

سابقہ ڈائریکٹر اقبال بین الاقوامی ادارہ برائے تحقیق ومقالہ

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

یوں تو حکمت بالغہ کا ہر شمارہ فکر انگیز، ولولہ خیز اور معلومات کا خزینہ ہوتا ہے لیکن اس دفعہ نومبر 2019ء کے شمارے نے دھوم مچا دی ہے۔ ادب اور اقبال کے نام پر بنے ہوئے ادارے اور اکیڈمیز وسائل کے باوجود اس قسم کا لٹریچر تسلسل اور دردمندی سے شائع کرنے سے قاصر ہیں۔ قرآن اکیڈمی جھنگ کا نمائندہ 'حکمت بالغہ' ہر سال اقبال کی شخصیت اور فکر پر وقیع مضامین شائع کرتا ہے۔ نومبر 2019ء کا شمارہ جسے ''ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی'' سے موسوم کیا گیا ہے، اقبال شناسی کے اہم پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس شمارے کے مطالعہ سے اقبال سے عقیدت رکھنے والے اور ڈاکٹر رفیع الدین کے شاگردان رشید مسرور ہوئے ہیں اور اقبال کی فکر کی تنقیص کرنے والے مایوس اور نامراد ہوئے ہیں۔............

شائع ہو گئی ہے

مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ 047-7630861 0336-6778561